

مولانا محمد الیاس گھمن

ماہنامہ
بناتِ اہلسنت

شمارہ 3

مارچ 2014ء

جلد نمبر 5

بیٹی اللہ کی رحمت

اے خانہ بر انداز چمن
کچھ تو ادھر بھی

مسلمان کیسے مسلمان ہیں؟؟

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

بناتِ اہلسنت

شماره 3

مارچ 2014ء

جلد نمبر 5

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ

نگران شعبہ رسائل و جرائد

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

آنجنبی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر سالانہ

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ

بھی کر سکتے ہیں



www.ahnafmedia.com

سرکولیشن مینیجر

0332-6311808

Contact Us

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ 300 روپے زر تعاون

www.ahnafmedia.com
mag@ahnafmedia.com

الحناف میڈیا سروسز



فہرست

- 5..... میں تیرے گنبدِ خضراء کا کبوتر ہوتا..... (عبدالدیان آر حم)
- 6..... مسلمان..... کیسے مسلمان ہیں؟؟..... (اداریہ)
- 8..... بیٹی اللہ کی رحمت..... (مفتی محمد نجیب قاسمی، ریاض)
- 13..... اے خانہ بر انداز چمن کچھ..... (بنت مولانا عبد المجید)
- 16..... میں توبہ کرنا چاہتا ہوں..... لیکن!..... (اسامہ شعیب)
- 24..... بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے نام..... (انصار عباسی)
- 27..... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام..... (اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی)
- 30..... عیسائیت کا کھوکھلا عقیدہ..... (سعدیہ اعجاز)
- 32..... مجاہد کی کرامت..... (بریرہ عابد)
- 34..... دلدل کا پہلا قدم..... (معظمہ کنول)
- 38..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بینک اکاؤنٹ..... (تنزیلہ اکرم)
- 41..... شادی کے بعد ایسا بھی ہو سکتا ہے!..... (امان اللہ حنفی)
- 44..... ظہیر الدین محمد بابر..... (امان اللہ کاظم)
- 48..... ہم نے کار خریدی..... (فتح العلیم)
- 54..... تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں..... (رویشہ مجتبیٰ)
- 57..... شرمندگی..... (گل فراز معاویہ)

درس قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَكَاثُ الْمُؤْمِنِينَ.

(سورة الحج آیت نمبر 2)

ترجمہ: ایک وقت آئے گا جب کافر لوگ اپنی اس خواہش کا اظہار کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔

تفسیر: امام طبرانی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بعض لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے یہ عذاب ہو گا کہ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں گے۔ جہنم میں مشرکین ان {عذاب یافتہ مسلمانوں کو} عار دلائیں گے کہ تمہارے ایمان لانے کا کیا فائدہ؟ تم بھی تو ہمارے ساتھ آگ میں پڑے ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی موحد کو جہنم میں باقی نہیں چھوڑیں گے سب کو وہاں سے نکال لیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَكَاثُ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی اس دن کافر لوگ یہ رہ رہ کر خواہش کریں گے کہ اے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ اس مضمون کی دیگر روایات حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابن مسعود، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بیہقی، طبرانی اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

اسلام اور ایمان بہت بڑی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی قدر کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

درسِ حدیث

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہو گا بے حیائی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ اللہ بے تکلف یا بتکلف کسی نوعیت کی بے حیائی پسند نہیں کرتا بخل سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا اسی بخل نے انہیں قطع رحمی کا راستہ دکھایا سو انہوں نے رشتے ناطے توڑ دیے اسی بخل نے انہیں اپنی دولت اور چیزیں اپنے پاس سمیٹ کر رکھنے کا حکم دیا سو انہوں نے ایسا ہی کیا اسی بخل نے انہیں گناہوں کا راستہ دکھایا سو وہ گناہ کرنے لگے۔ اسی دوران ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! کون سا مسلمان افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ دوسرے مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں ایک اور آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھوڑے کی کوئی نچیں کاٹ دی گئی ہوں اور اس کا خون بہا دیا گیا ہو یزید کی سند سے روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ پھر ایک اور آدمی نے پکار کر پوچھا یا رسول اللہ! کون سی ہجرت افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان چیزوں کو چھوڑ دو جو تمہارے رب کو ناگوار گذریں اور ہجرت کی دو قسمیں ہیں شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت تو یہ ہے کہ جب اسے دعوت ملے تو قبول کر لے اور جب حکم ملے تو اس کی اطاعت کرے اور شہری کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

{ مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 2287 }

میں تیرے گنبدِ خضراء کا کبوتر ہوتا

عبدالدیان آرحم

یوں اگر ہوتا نصیبا میرا خوش تر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا
 سرمد و راہی و منصور غزالی کی طرح
 میں سمجھ لیتا جو تجھ کو تو قلندر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا
 دشت کافر میں جنہوں نے دی گواہی تیری
 میں انہیں میں سے کوئی چھوٹا سا کنکر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا
 میرے آقا تیری امت جو تیری ہو جاتی
 آج دنیا کا کوئی اور ہی منظر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا
 ہم جو سہمے ہوئے رہتے ہیں ستاروں کی طرح
 ہم میں ہر شخص ابابیل کا لشکر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا
 اک ذرا سی تیری نسبت سے بنا میں آرحم
 تیرے قدموں کے تلے آتا تو گوہر ہوتا
 میں تیرے گنبد خضراء کا کبوتر ہوتا

مسلمان.....کیسے مسلمان ہیں؟؟

اداریہ

الحمد للہ! ہم ”مسلمان“ ہیں۔ استغفر اللہ! ہم ”کیسے مسلمان“ ہیں؟؟

اس بات پر اللہ کریم کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم کہ اس ذات نے ہمیں مسلمان گھرانوں میں پیدا فرمایا، ہمارے آباؤ اجداد نے ہمارے نام بھی مسلمانوں والے رکھے، ہمیں اپنے مذہب کا تعارف ”اسلام“ بتلایا۔ مذہبی شعار کی پہچان کرائی: اللہ وحدہ لا شریک لہ، انبیاء کرام بالخصوص سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کتب سماویہ بالخصوص قرآن کریم، ملائکہ، صحابہ و اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلاف، اولیاء کرام، موت، قبر، قیامت، حشر، پل صراط، جنت، جہنم سے شناسا کیا۔

ہمارے بزرگوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اسلام وہ مذہب ہے جو انسانیت کے ”تعمیر کردار“ پر بہت زور دیتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو جعلی، نقلی، بناوٹی اور من گھڑت رسومات، فرسودہ اور تاریک خیالیوں سے ”عملی نجات“ دلاتا ہے۔ اسلام ہی وہ ”مذہب اعتدال“ ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے لیے نہ تو ”افراط کی ہمالہ“ عبور کرنی پڑتی ہے اور نہ ہی ”تفریط کی گھاٹیوں“ میں گرنا پڑتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس سے معاشرے کی ڈوبی نبضوں کو ”حرکتِ جاوداں“ بخشی جاسکتی ہے۔ امن، انصاف، عدل، رعایا پروری، اخوت، بھائی چارگی، ہمدردی، ایثار، موانست، الفت، محبت، خیر خواہی، رواداری، صلہ رحمی وغیرہ اسلام کی منقش چادر پر جڑے وہ ہیرے ہیں جن کی شعاعوں سے اور رعنائیوں سے غیر مسلم لوگ اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔

اسلام: انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کی درستگی اپنے ذمہ لیتا ہے، عبادات کے ساتھ جب تک اخلاقیات، معاشرت، معاملات اور آداب کو نتھی نہ کیا جائے اس

وقت تک اس کی صحیح تعریف بتلائی ہی نہیں جاسکتی۔

اسلام نے مسلمان کو عزت، احترام، وقار اور معاشرے میں بلند مقام عطا کیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں زمام اقتدار حوالے کی ہے۔

لیکن..... آج کے مسلمان کو ذرا دیکھیے!! اسے اسلام کی عطا کردہ ”عزت“ کی بجائے اغیار کی مسلط کردہ ”ذلت“ پسند ہے۔ اسلام کی عطا کردہ ”احترام آدمیت“ کی بجائے اغیار کی مسلط کردہ ”نگ آدمیت“ سے پیار ہے۔ اسلام کی عطا کردہ ”تہذیب و تمدن“ کی بجائے اغیار کا ”تھوکا ہوا کلچر“ لذیذ لگنے لگا ہے۔ اسلام نے تلاوت کلام اللہ اور فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ”مٹھاس“ اس کے منہ میں ڈالی لیکن آج کے مسلمان نے اغیار بلکہ شیطان کی پسند فرمودہ ”موسیقی“ کو اپنی ”روح کی غذا“ قرار دیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ موسیقی ایسا سوہان روح مرض ہے جس سے غالب قومیں مغلوب، فاتح قومیں مفتوح، باعزت قومیں ذلیل اور با اثر قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

چند دن پہلے 14 فروری گزرا ہے، ویلنٹائن ڈے {جنسی عیاشی رنگ رلیاں} مناتے ہوئے کئی مسلمان ایسے تھے جو ”محبت“ کی آڑ میں ”زنا کلچر اور عریانی و فحاشی“ کو فروغ دیتے ہوئے پائے گئے۔ ویڈیو سینڈل منظر عام پر لائے گئے۔ پولیس چھاپوں میں کئی ”بے نقاب“ چہروں سے ”نقاب“ اٹھ گیا۔ کئی بچیوں کے والدین اسے دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھے۔ مسلمانوں کی ایسی جگ ہنسائی بلکہ یوں کہیے کہ ”بے عزتی“ ہوئی جو کسی سے مخفی نہیں۔ ایک دن کے چند لمحوں میں غیروں کی تہذیب کو سینے سے لگانے کا نتیجہ تھا کہ مسلمان سارے عالم میں ”بدنام“ ہو کر رہ گیا۔

اس سارے منظر نامے میں؛ میں جب مسلمان کو دیکھتا ہوں تو سوچنے لگتا ہوں کہ آج کے ”مسلمان..... کیسے مسلمان ہیں؟؟“

والسلام

مہر عباس لکھن

بیٹی اللہ کی رحمت

مفتی محمد نجیب قاسمی، ریاض

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، يَهَبُ لِمَن يَّشَآءُ اِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ۔ اَوْ يَزُوْجُهُمْ ذُكْرًا وَّاُنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَّشَآءُ عَقِيْمًا۔

(سورہ الشوریٰ 49-50)

آسمانوں اور زمین کی سلطنت و بادشاہت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دنوں عطا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔۔ اس کے ہاں نہ لڑکا پیدا ہوتا ہے اور نہ لڑکی پیدا ہوتی ہے، لاکھ کوشش کرے مگر اولاد نہیں ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ جس کے لئے جو مناسب سمجھتا ہے وہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔ لڑکیاں اور لڑکے دونوں اللہ کی نعمت ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کی ضرورت ہے۔ عورتیں مرد کی محتاج ہیں، اور مرد عورتوں کے محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے دنیا میں ایسا نظام قائم کیا ہے کہ جس میں دونوں کی ضرورت ہے اور دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔

اللہ کی اس حکمت اور مصلحت کی روشنی میں جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو ہم میں سے بعض احباب ایسے نظر آئیں گے کہ جن کے یہاں لڑکے کی بڑی آرزوئیں اور تمنائیں کی جاتی ہیں، جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس وقت بہت خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات بچی کی پیدائش پر شوہر اپنی بیوی پر، اسی طرح گھر کے دیگر افراد عورت پر ناراض ہوتے ہیں،

حالانکہ اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی عطا ہے۔ کسی کو ذرہ برابر بھی اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ لڑکیوں کو کم تر سمجھنا زمانہ جاہلیت کے کافروں کا عمل تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ {ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔۔۔ خوب سن لو کہ وہ (کفار مکہ) بہت برا فیصلہ کرتے ہیں} (سورہ النحل 58-59) ہمیں بیٹی کے پیدا ہونے پر بھی یقیناً خوشی کا اظہار کرنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش پر جتنے فضائل بیان فرمائے ہیں، بیٹی کی پرورش پر اس قدر بیان نہیں فرمائے۔

لڑکیوں کی پرورش کے فضائل سے متعلق چند احادیث:

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے زندگی گزارے (یعنی ان کے جو حقوق شریعت نے مقرر فرمائے ہیں وہ ادا کرے، ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے) اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(ترمذی۔ باب ماجاء فی الفقہ علی البنات)

☆ اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے پر کسی نے سوال کیا اگر کسی کی ایک بیٹی ہو (تو کیا وہ اس ثواب عظیم سے محروم رہے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک بیٹی کی اسی طرح پرورش کرے گا، اس کے لئے بھی جنت ہے۔

(اتحاف السادة المتقين)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص پر لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہو اور وہ اس کو صبر و تحمل سے انجام دے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

(جامع الترمذی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی دو یا تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھے انداز سے پرورش کرے (اور جب شادی کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادی کر دے) تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

(ترمذی۔ باب ماجاء فی النفقة علی البنات)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ منقول ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں، اس خاتون نے مجھ سے کچھ سوال کیا، اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا، وہ کھجور میں نے اس عورت کو دے دی، اس اللہ کی بندی نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا، خود کچھ نہیں کھایا، حالانکہ خود اسے بھی ضرورت تھی، اس کے بعد وہ خاتون بچیوں کو لے کر چلی گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس خاتون کے آنے اور ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے بچیوں کو دینے کا پورا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو دو بچیوں کی پرورش کرنے کا موقع ملے اور وہ ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو وہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے آڑ بن جائیں گی۔

(جامع الترمذی)

وضاحت: مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی شریعت اسلامیہ کے مطابق تعلیم و تربیت اور پھر ان کی شادی کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین فضیلتیں حاصل ہوں گی:

★ جہنم سے چھٹکارا۔

★ جنت میں داخلہ۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہمراہی۔

قرآن کی آیات و دیگر احادیث کی روشنی میں یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے مطابق اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت وہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا (ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چاروں بیٹیوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیوں کا انتقال آپ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیاں جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت ہی شفقت اور محبت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب سفر سے واپسی ہوتی تو سب سے

پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔

مسئلہ:

جہاں تک محبت کا تعلق ہے، اس کا تعلق دل سے ہے اور اس میں انسان کو اختیار نہیں ہے، اس لئے اس میں انسان برابری کرنے کا مکلف نہیں ہے۔ یعنی کسی ایک بچہ یا بچی سے محبت زیادہ کر سکتا ہے۔ مگر اس محبت کا بہت زیادہ اظہار کرنا کہ جس سے دوسرے بچوں کو احساس ہو، منع ہے۔

مسئلہ:

اولاد کو ہدیہ اور تحفہ دینے میں برابری ضروری ہے۔ لہذا ماں باپ اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان اگر پیسے یا کپڑا یا کھانے پینے کی کوئی چیز تقسیم کریں تو اس میں برابری ضروری ہے اور لڑکی کو بھی اتنا ہی دیں جتنا لڑکے کو دیں۔ شریعت کا یہ حکم کہ لڑکی کا لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ہے، یہ حکم باپ کے انتقال کے بعد اس کی میراث میں ہے۔ زندگی کا قاعدہ یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے دونوں کو برابر دیا جائے۔

مسئلہ:

اگر ماں باپ کو ضرورت کے موقع پر اولاد میں کسی ایک پر کچھ زیادہ خرچ کرنا پڑے، تو کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً بیماری، تعلیم اور اسی طرح کوئی دوسری ضرورت ہو تو خرچ کرنے میں کمی بیشی کرنے میں کوئی گناہ اور پکڑ نہیں ہے۔ لہذا حسب ضرورت کمی بیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:

بیٹی کی شادی کے بعد بھی بیٹی کا حق میراث ختم نہیں ہوتا ہے۔ یعنی باپ کے انتقال کے بعد وہ بھی باپ کی جائیداد میں شریک رہتی ہے۔

اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی !!

بنت مولانا عبد المجید

(جامعہ بنوریہ، کراچی)

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ درون
شرف میں ثریا سے بڑھ کہ مشّتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درّ مکنون

بلاشبہ اسلام ہی دنیا میں وہ واحد مذہب ہے جس نے حیاتِ انسانی کے کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ ہر جگہ مکمل رہنمائی کی ہے، عبادت ہو یا سیاست، شادی ہو یا غم، مرنا ہو یا جینا، معاشرتی نظام ہو یا ازدواجی زندگی غرضیکہ ہر جگہ وہ ایک ایسی یکتا و منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ جس سے دیگر ادیان و مذاہب تہی دامن ہیں۔

اسلام نے اس سر زمین پر قدم رکھتے ہی دم توڑتے ہوئے معاشرے میں ایسی روح پھونکی جس سے رشتہ انسانیت و قرابت کو وہ حقوق حاصل ہوئے جن سے وہ عرصہ دراز سے محروم تھے یہ بات اتنی واضح اور عام فہم ہے کہ اس کے لئے کسی فنی دقیقہ رسی، فلسفیانہ موشگافی اور علمی نکتہ و آفرینی کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام نے والدین کا رشتہ بنایا تو اس میں سامانِ جنت رکھ دیا، اولاد کے رشتے میں آنکھوں کی ٹھنڈک سمودی، زوجین کے رشتہ کو باعثِ راحت و سکون بنادیا اور مرد و عورت دونوں کو ہی دوسرے حقوق اور اپنے فرائض واضح سمجھادیے جن کی

رعایت رکھنے سے ان کی حیات جنت نما ہو جائے۔

یہ حقیقت تو عیاں ہے کہ آج خاندانی زندگیوں کا شیرازہ بکھر گیا ہے دلوں میں نفرتیں اور دوریاں ہونے کی وجہ سے گھر ٹوٹ رہے ہیں، ہر گھر میں تباہی کی آگ لگی ہے۔

کہیں صنف نازک کی بے صبری اور ناستحجی ہے تو کہیں مرد کا غصہ انتہا کو پہنچا ہے، کبھی ذرا سی بات پر عورتیں ناراض ہو کر چل دیتی ہیں اور کبھی مرد بلا وجہ حرف آخر کا فیصلہ کر دیتے ہیں، کہیں تھوڑی سی معاشی تنگی آجانے سے مرد کی زندگی چکرا رہی ہے اور کہیں عورتوں سے نمک تیز ہو جانے پر مرد انہیں پیٹ رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہو گا کہ خواتین کے بے جا مطالبات اور خاکی بد ذوقی و بے قاعدگی حد انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن مردوں کی گھروں میں عدم توجہی اور جذباتی فیصلوں سے انکار درست نہیں۔

اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے، لہذا یہ بھی درست نہیں کہ خاندانی تباہی کا ذمہ دار مرد ہی کو ٹھہرا دیا جائے اور نہ ہی یہ الزام صنف نازک کے سر سجتا ہے، کیونکہ یہ تو واضح ہے کہ اسلام نے اگر مرد کو گھر کا حاکم بنایا ہے تو عورت کو بھی دل کی ملکہ بنایا ہے اور دونوں کو ہی باہمی حقوق دیے ہیں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر مردوں سے فرمایا ہے۔ ”اتقوا اللہ فی النساء واستوصوا بہم خیراً“ کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بہترین سلوک کرو وہیں عورتوں سے بھی فرمایا ہے لو کنتُ امر لاًحد ان یسجد لاًحد لأمرت النساء ان یسجدن لاًزواجہن کہ اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورتوں سے کہتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

جس طرح شوہر کو خوش رکھنا عبادت ہے اسی طرح بیوی کو خوش رکھنا بھی باعث اجر اور صدقہ ہے، جہاں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے وہیں مردوں سے بھی فرما رہے ہیں ”وخیارکم خیارکم نسائکم“ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہترین ہیں۔ اگر عورتوں کے لئے یہ فرمان مقام عبرت ہے کہ جس عورت کا شوہر اس سے ناخوش ہوا اسکی نماز قبول نہیں ہوتی وہاں مردوں کے لئے یہ فرمان بھی مقام عبرت ہے کہ گھٹیا شخص وہ ہے جو عورتوں پر غالب آجائے۔

یاد رکھیے!! بہترین گھر وہ ہے جہاں محبت و رعایت ہو کیونکہ عمارتیں تو اینٹوں سے بن جایا کرتی ہے لیکن گھر دلوں سے بنا کرتے ہیں، مرد کی ایک مسکراہٹ سلگتی آگ کو ٹھنڈا کر سکتی ہے اور عورت کی خندہ پیشانی مرد کو بردبار بنا سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ کامیاب زندگی خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ اس کے لئے مرد و عورت دونوں کو ہی جدوجہد کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر ہنستا مسکراتا گھر انا وجود میں آتا ہے۔ زندگی کی گاڑی ایک پہیے سے نہیں دو پہیوں کی درستی سے ہی چل سکتی ہے۔

قسمت لالہ گل اب بھی بدل سکتی ہے
جو نیت اچھی ہو گلشن کے نگہبانوں کی

میں توبہ کرنا چاہتا ہوں..... لیکن !!

اسامہ شعیب

انسان گناہوں کا پُتلا ہے اور اس سے ہر وقت چھوٹے بڑے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ بڑا سے بڑا متقی اور پرہیزگار شخص اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ گناہوں سے پاک ہے یا اس سے گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن ایک مومن اور غیر مومن میں فرق یہ ہے کہ مومن جب کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ فوراً اپنے رب کی جانب پلٹتا ہے اور اس سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ قرآن ایسے لوگوں کی یہ صفت بیان کرتا ہے:

”وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَمْ يَصِرْ فِي مَافَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ“

(سورۃ آل عمران)

اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کرتے یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور وہ اپنے کیے ہوئے کام پر اصرار نہیں کرتے اور وہ یہ بات بھی جانتے ہیں۔

جب کہ غیر مومن ایسا نہیں کرتا ہے۔ اسی کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح سے کہا: ”ان المومن يري ذنوبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف ان يقع عليه. وان الفاجر يري ذنوبه كذباب مر على انفه فقال به هكذا. اي بیده۔“

(مسند احمد)

مومن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہو

اور ڈرتا ہو کہ وہ اس پر گرنے پڑے اور فاجر اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے کہ ایک مکھی ہے جو اس کے ناک پر بیٹھ گئی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے بتایا کہ وہ اس طرح کر کے اس مکھی کو اڑا دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کے دور میں جب امت مسلمہ کا رفتہ رفتہ زوال شروع ہوا تو بعض گناہوں کو چھوٹا اور کم تر سمجھ کر نظر انداز کیا جانے لگا۔ حضرت عبادۃ بن قرطہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انکم لتاتون امورا ہی ادق فی اعینکم من الشعر کنا نعدھا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الموبقات والموبقات ہی المہلکات۔ (سنن الدارمی)

تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے چھوٹے ہیں جب کہ ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہلاک کر دینے والا شمار کرتے تھے (موبقات کے معنی ہلاک کرنے والے کام ہیں)

اور آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہم برابر چھوٹے بڑے گناہ کرتے رہتے ہیں لیکن اس کو گناہ نہیں سمجھتے یا بہت معمولی گناہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جیسے کسی تنظیم یا جماعت کے آفس کی چیزوں کو خواہ وہ کتنی ہی معمولی ہی کیوں نہ ہو، ذاتی سمجھ کر استعمال کرنا خیانت اور گناہ ہے، لیکن ہم میں سے اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں اور کسی نے ٹوک دیا تو اس کی کوئی خوبصورت سی تاویل پیش کر دیتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ پر یقین، جزا و سزا کا دن اور حلال و حرام کی تمیز نکل چکی ہے۔ جب کہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ایاکم ومحقرات الذنوب، فانما مثل محقرات الذنوب کمثل قوم نزلوا بطن واد، فجاء ذابعد، وجاء ذابعد حتی حملوا ما انضجوبہ خبزہم، وان محقرات الذنوب متی یوخذ صاحبھا تہلکھ“ (مسند احمد)

گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتوں سے بچو۔ گناہوں کو حقیر سمجھنے والوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو ایک وادی کے دامن میں اترے۔ ایک آدمی ایک لکڑی اٹھا لایا اور دوسرا بھی لکڑی اٹھا لایا حتیٰ کہ اتنی لکڑیاں ہو گئیں جن سے انہوں نے اپنی روٹیاں پکائیں اور گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتیں کبھی اپنے کرنے والے ہی کو پکڑ لیتی ہیں تو اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنا چاہیے ورنہ یہ انسان کو کبیرہ گناہوں سے جا ملاتی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب صغیرہ گناہوں کو بار بار انجام دیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا اور اگر کبیرہ گناہوں پر استغفار کیا جائے تو وہ کبیرہ نہیں رہا کرتا۔

گناہوں کے نقصانات:

ابن قیمؒ نے اپنی کتاب ”الذیاء والدوا“ میں گناہوں کے کئی نقصانات بتائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

”علم سے محرومی، دل میں وحشت، کاموں کا گراں بار ہونا، بدن کا کم زور ہو جانا، برکت کا اٹھ جانا، توفیق کی کمی، سینہ میں گھٹن، برائیوں کا پیدا ہونا، گناہوں کا عادی ہونا، اللہ تعالیٰ اور دنیا والوں کی نگاہوں میں گر جانا، دل پر مہر لگ جانا دعا کا قبول نہ ہونا، شرم و حیا اور غیرت کا ختم ہو جانا، لوگوں کا رعب دل میں بیٹھ جانا اور دنیا و آخرت میں عذاب کا مستحق ہو جانا وغیرہ۔“

اس لیے انسان کو گناہوں سے بچنا چاہیے اور اگر کوئی گناہ ہو بھی جائے تو فوراً اس کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ انتہائی رحم کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے اور وہ ایسے بندوں پر رحمت و شفقت فرماتا ہے جو اس کی

طرف حقیقی معنوں میں رجوع کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کی جگہ جگہ ترغیب دلائی گئی ہے:

توبوا الى الله ايها المومنون لعلكم تفلحون۔ (سورة النور)

اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو، توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحاً۔ (سورة التَّحْرِيمِ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، خالص توبہ۔

خود احادیث میں بھی لوگوں کو اس پر ابھارا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متقی اور پرہیزگار شخص کون ہو سکتا ہے؟ لیکن آپ فرماتے ہیں: ”اے لوگو! توبہ کیا کرو کہ میں خود دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں“ (سنن الدارمی)

اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے ہمیں مہلت بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ ہر انسان کو اس کے گناہ کے لکھے جانے سے قبل مہلت دی جاتی ہے کہ وہ توبہ کر لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان صاحب الشمال ليرفع القلم ست ساعات عن العبد المسلم المخطئ فان ندم واستغفر الله منها القاهها، والا كتبت واحدة“

(الجمع الكبير للطبرانی)

بائیں طرف والا فرشتہ خطا کرنے والے مسلمان بندے سے چھ گھڑیاں قلم اٹھائے رکھتا ہے پھر اگر وہ نادم ہو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو نہیں لکھتا ورنہ ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

انسان کو اس کے علاوہ ایک موقع اور دیا جاتا ہے جو گناہ کے لکھے جانے سے

لے کر انسان کی موت تک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ تَابَ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يَغْرُبَ غَرَبَ اللَّهِ مِنْهُ وَمَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ

تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ“ (مسند احمد)

جو شخص نزع کے وقت سے پہلے اللہ کے حضور توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

توبہ کی شرطیں:

توبہ کرنا بظاہر بہت آسان کام لگتا ہے کہ زبان سے بس توبہ کا لفظ کہہ دیا تو توبہ ہو گئی اور سارے پچھلے گناہ معاف ہو گئے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کی اس آیت کریمہ **وَاِنْ اسْتَغْفَرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا اِلَيْهِ (سورة هود)**

(اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو۔ پھر اس کے حضور توبہ بھی کرو) پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ توبہ صرف استغفار کا نام ہی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ”انسان جس گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہے اس کو وہ فوراً مکمل طور سے ترک کر دے، اسے اپنے کیے پر ندامت ہو، اسے دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرے، جن پر اس نے ظلم کیا ہے یا حق دبایا ہے تو اس کو واپس کرے اور ان سے معافی طلب کرے۔ ان کے علاوہ ایک سچی توبہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان گناہ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ترک کرے۔ لوگوں کا ڈر، بدنامی کا خوف، شہرت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ، طاقت اور قدرت کی کمی کی وجہ سے دوبارہ اسے انجام نہ دے پانا وغیرہ سبب نہ بنے۔ جیسے کسی انسان کا بدن شل ہو جائے اور وہ چوری ہی نہ کر سکے تو توبہ کر لے۔“

توبہ پر ثابت قدمی کیسے؟:

سب سے پہلے تو انسان کو جلد از جلد توبہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، کیوں کہ اس میں تاخیر کرنا بذات خود ایک بڑا گناہ ہے، ساتھ ہی اس کو اس بات کا ڈر ہونا چاہیے کہ معلوم نہیں اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ اس سے وہ دوبارہ اس کا مرتکب ہونے بچ سکے گا، وہ گناہوں والی جگہوں اور برے ساتھیوں کو بھی چھوڑ دے ورنہ پھر ان میں لوٹ جانے کا خطرہ موجود رہتا ہے، اگر اس کے پاس کچھ حرام اشیاء ہوں تو اس کو تلف کر دے ورنہ یہ چیزیں اس کو دوبارہ برائیوں میں غرق کر دینے کا سبب بن سکتی ہیں، نیک دوستوں کا انتخاب کرے تاکہ وہ اس کو توبہ پر ثابت قدم رکھنے میں مدد کر سکیں، ایسے علمی مجالس اور ذکر کے حلقوں میں شرکت کرے جو اس کو ان گناہوں سے باز رکھ سکیں، حلال کمائی سے اپنی پرورش کرے اور کسی بھی گناہ کو کم تر نہ سمجھے۔ ان تمام اصولوں سے وہ توبہ پر ثابت قدم رہ سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے۔

توبہ کرنے میں شیطان کی طرف سے رکاوٹیں:

شیطان کبھی نہیں یہ چاہتا کہ انسان نیک راستے پر چلے۔ اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ اگر کوئی توبہ کر کے سیدھے راستے پر چلنا چاہے تو اسے روکا جائے اس لیے وہ مختلف حیلوں، بہانوں اور وسوسوں سے کام لیتا ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن کیا اس کی کوئی ضمانت ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے؟ اگر مجھے یقینی طور پر علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے تو میں توبہ کر لوں یا یہ کہ مجھ سے اتنے زیادہ گناہ ہو گئے ہیں اور اس کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جسے میں نے انجام نہ دیا ہو تو کیا

اللہ تعالیٰ کے لیے مجھے معاف کر دینا ممکن ہو گا؟؟ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی تمام باتیں ایک مومن کو زیب نہیں دیتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی رحمت کی کشادگی پر یقین نہیں ہے۔ جب کہ قرآن کہتا ہے:

”وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ“ (سورة الاعراف)

اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

اسی طرح وہ اس بات پر بھی یقین نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش سکتا ہے اور معاف کر دینے کے بعد بھی اس کے گناہوں کو مٹانے کی قدرت نہیں رکھتا (نعوذ باللہ)۔ جب کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

اے ابن آدم! تو جب بھی مجھے پکارے اور مجھ سے توقع رکھے تو تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر آئے پھر مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر بخشش لے کر تیرے پاس آؤں گا۔ (سنن الترمذی)

اور یہی بات گناہوں کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تو ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”مَنْ عَلِمَ انِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى مَغْفِرَةِ الذُّنُوبِ غُفِرَتْ لَهُ وَلَا ابَالَى، مَا لَمْ يَشْرِكْ بِي شَيْئًا وَذَلِكَ اِذَا لَقِيَ الْعَبْدُ رَبَّهُ فِي الْآخِرَةِ“ (المستدرک علی الصحیحین)

جسے علم ہو گیا کہ میں گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کے گناہ بخش دوں گا، بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ بات آخرت میں ہوگی جب بندہ اپنے پروردگار سے ملے گا۔

اسی طرح بعض لوگوں کہتے ہیں کہ میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے ساتھی مجھے اس سے روکتے ہیں اور وہ میرے ماضی کے گناہوں اور رازوں کو عام کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ایسا خاص کر ان لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے جو توبہ کر کے نیکی کے راستے پر چلنا چاہتی ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ انسان کو راہِ راست پر دیکھنا نہیں چاہتے ہیں اس لیے وہ اس طرح کے اوجھے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے اور ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ (سورۃ آل عمران) (ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے جو بہترین کارساز ہے) پڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کا مددگار ہے اور انہیں کبھی وہ مشکل میں تنہا نہیں چھوڑتا ہے۔ ارشاد ہے: يَشْبِتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (سورۃ ابراہیم)

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

پھر بھی اگر زیادہ مسئلہ ہو جائے اور اس بات کا ڈر ہو کہ پرانی باتوں اور گناہوں سے معاملہ بگڑ سکتا ہے تو قریبی لوگوں کو اعتماد میں لے کر بتا دینا چاہیے کہ مجھ پر شیطان حاوی تھا اور غلطیاں ہو گئیں تھیں، لیکن میں نے اب توبہ کر لی ہے۔ ویسے بھی حقیقی رسوائی وہ ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک موجود ہوں گے۔ اس لیے اس دنیا ہی میں ہم سب کو اپنے گناہوں سے توبہ کر لینا چاہیے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان پھر نیکیوں کی طرف کثرت سے مائل ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اس طرح سے کہ بسا اوقات شیطان بھی افسوس کرنے لگتا ہے کہ کاش میں نے اس کو اس گناہ میں مبتلا نہ کرایا ہوتا۔

بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے نام

انصار عباسی

امریکا سے تعلق رکھنے والے Pew Research Center (جس کی رپورٹس کو عمومی طور پر دنیا بھر میں اہمیت دی جاتی ہے) کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق سات مسلم اکثریتی ممالک بشمول پاکستان، مصر، سعودی عرب، ترکی، عراق، لبنان اور تیونس میں کئے گئے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں اٹھانوے فیصد (98%) افراد گھر سے باہر نکلنے وقت عورت کو پردہ کی کسی نہ کسی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں صرف دو فیصد افراد ننگے سر عورت کے باہر نکلنے کے حامی ہیں تفصیلات کے مطابق پاکستان میں رہنے والوں کی سب سے بڑی تعداد بتیس (32%) عورتوں کیلئے حجاب (سعودی برقعہ جس میں صرف آنکھیں نظر آتی ہے) لے کر گھر سے نکلنے کے حامی ہیں اکتیس فیصد (31%) پاکستانیوں کے رائے میں عورت کو ایرانی طرز کا برقعہ (جس میں چہرہ کا پردہ نہیں ہوتا) پہن کر گھر سے باہر نکلنا چاہیے۔ چوبیس فیصد (24%) پاکستانیوں کی رائے میں عورت کو کم از کم اسکارف پہن کر گھر سے نکلنا چاہئے آٹھ فیصد (8%) پاکستانیوں کی رائے میں سر پر دوپٹہ لپیٹ کر عورت کو گھر سے باہر نکلنا چاہئے جب کہ دو فیصد (2%) کے خیال میں افغانی برقعہ پہن کر گھر سے باہر نکلنا چاہئے۔

پاکستان میں صرف دو فیصد (2%) افراد عورتوں کو بغیر سر پر دوپٹہ لئے باہر نکلنے کے حامی ہیں جبکہ ایسی تعداد سعودی عرب میں تین فیصد، عراق میں چار فیصد، مصر میں چار فیصد، تیونس میں پندرہ فیصد، ترکی میں بیس فیصد اور لبنان میں سب سے زیادہ 49% فیصد ہے۔ یاد رہے کہ لبنان میں تقریباً چالیس فیصد کر سچن رہتے ہیں جبکہ وہاں مسلمان تقریباً (54%) فیصد ہیں اس سروے کے مطابق لبنان کے (51%) فیصد

لوگ جبکہ باقی مسلمان ممالک کی واضح اکثریت (پاکستان 98 فیصد، سعودی عرب 97 فیصد، ترکی 68 فیصد، عراق 97 فیصد، مصر 96 فیصد، تیونس 85 فیصد) پردہ کی کسی نہ کسی حد کے ساتھ عورت کے باہر نکلنے کی حامی ہیں۔

اس سروے نے ایک دفعہ پھر مسلمانوں کی اسلام اور اسلامی شعائر سے محبت کو ثابت کیا مگر افسوس کہ پاکستان کا میڈیا اس سروے رپورٹ کو ہی پی گیا میں اس رپورٹ کی خبر کسی اخبار میں پڑھی اور نہ ہی کسی ٹی وی چینل پر سنی ٹاک شوز میں تو اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ذکر بھی کیوں ہوتا اس سے ریٹنگ تھوڑی ہی ملتی ہے ریٹنگ تو ایسے سروے سے ملتی ہے جو فحش افراد کے متعلق ہو جو فحاشی کو پھیلانے۔

ویسے تو ہر گھٹیا سروے کی خبر ہمارے میڈیا کو مل جاتی ہے مگر Pew کے اس سروے سے ہم کیوں اس قدر بے خبر رہے مجھے یاد ہے کہ کچھ عرصہ قبل Pew کا ایک اور سروے جس میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نے اسلامی قوانین اور شریعت کے نفاذ کے حق میں بات کی تھی وہ بھی عمومی طور پر ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آیا میں حیران ہوں اگر میڈیا کو کسی اداکارہ یا ماڈل کی اس کے فیس بک پر فحش تصویریں چینلز پر چلانے اور اخبارات میں چھاپنے کو مل جاتی ہے تو یہی میڈیا وہ سچ دیکھتے وقت کیوں اندھا ہو جاتا ہے جو اسلامی سوچ کے حق میں ہوتا ہے۔

اس سروے اور میڈیا کے کردار سے ہماری بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ مغربی کلچر اور اس سے متاثر ہمارا میڈیا عورت کی عزت اور اس کی حرمت کو تار تار کرنے پر تلا ہوا ہے عورت کو پیسہ کمانے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے اس مقصد کیلئے بے لباس بھی کیا جا رہا ہے اب تو عورت کو نمائش کے طور پر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں پیش کیا جاتا ہے کبھی انسانی و نسوانی حقوق کے نام پر اور کبھی براہری کے نام پر بیچاری عورت کی بے حرمتی کی جارہی ہے ویسے تو عورت کو جائیداد میں حصہ

دیا جاتا ہے اور نہ اُس سے اُس نرمی اور احسن طریقہ سے سلوک کیا جاتا ہے جس کی تعلیم ہمیں اسلام نے دی مگر آزادی، حقوق اور برابری کے نام پر عورت بیچاری کا خوب استحصال کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عورتوں کے لباس کی ایک حد مقرر کر دی ہے جو فرض کے زمرے میں آتی ہے۔ مثلاً گھر سے باہر نکلتے وقت مومن عورتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اوپر اوڑھنیاں (جس کیلئے قرآن کریم میں جلابیب کا لفظ استعمال ہوا ہے) گرائیں جو نہ صرف ان کی پہچان کا ذریعہ ہو بلکہ انہیں تحفظ بھی فراہم کرے اسی طرح بناؤ سنگھار کر کے گھر سے باہر نکلنے کی اسلام نے سخت ممانعت کی ہے اور اسے دور جہالت کا رواج قرار دیا ہے مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنی نظروں اور شر مگاہوں کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہی عورت کیلئے گھر کے اندر لباس کی ایک حد مقرر کی ہے جس کی تفصیل میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے محرم اور نامحرم رشتوں کے سامنے کس طرح ظاہر ہونا ہے۔

ہماری بہت سی بہنیں، بیٹیاں اور مائیں اللہ تعالیٰ کی ان حدوں کی کھلے عام خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا لباس بھی زیب تن کر لیتی ہے جو فحاشی کے زمرے میں آتا ہے ایک حدیث مبارک کے مفہوم کے مطابق وہ عورت جو ایسا باریک لباس پہنے جس میں سے اس کا جسم نظر آئے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتی۔ ایسے میں اُن عورتوں کا کیا حال ہو جو نیم برہنہ لباس پہن کر ماڈلنگ، اداکاری، کیٹ واک کرتی ہے اپنے پردے اور اپنے حفاظت کی ذمہ داری اسلام نے عورت پر تو ڈالی ہی ہے لیکن جب اسلام مرد (باپ، بھائی، شوہر اور بیٹا) کو گھر کا سربراہ اور قوام قرار دیا ہے تو کیا مردوں سے بھی اس بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی کھلم کھلا خلاف ورزی پر پوچھ نہ ہوگی۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب مناقب الانصار حدیث نمبر: 3861 کے تحت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ مجھے اس سے باخبر رکھ۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے

میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی۔ تیسرا دن جب ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے اپنے خیالات کی خبر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار [یہ لفظ {غ} کی زیر کے ساتھ ہے بعض لوگ اس کو غلطی سے عَفَّاری یعنی {غ} کے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں] میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ یہاں تک کہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں

کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس وہ مسجد الحرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا: ”افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی پڑتا ہے۔“ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد حرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

حج و عمرہ سروس
گورنمنٹ لائسنس نمبر
LHR-4005



نمایاں خصوصیات

تمام ایئر لائنز کی اندرون
اور بیرون ممالک کیلئے
ٹکٹ کنفرم کروائیں

چیف ایگزیکٹو
قاری ضیاء اللہ عثمانی

خصوصی پیشکش ویزہ اور ٹکٹ
کنفرم ہونے کے
بعد رقم وصول کی جائے گی

فیصل پلازہ گلبرگ چوک میانوالی شہر

آفس

0300-6025553/0321-6350553/0459-236553

عیسائیت کا کھوکھلا عقیدہ

سعدیہ اعجاز

ایک عیسائی مبلغ روزانہ ایک مسلمان عالم دین کے پاس جاتا اور اُسے دین اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرنے کی دعوت دیتا۔ یہ عیسائی مبلغ روزانہ لگ بھگ ایک جیسی باتوں کو اس مسلمان عالم کے سامنے دہراتا۔

عیسائی مبلغ کہتا: کیا اپنے وقت کو ضائع کرتے پھر رہے ہو۔ دن میں پانچ پانچ بار نمازیں پڑھتے ہو اور وہ بھی رکوع، قیام اور سجدوں کی مشقت کے ساتھ۔ مہینہ بھر روزے رکھتے ہو، خنزیر کے گوشت کے پاس نہیں جاتے، زندگی کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے۔ تقویٰ کے یہ معیار تو نہیں ہوا کرتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ساتھ میں یہ عیسائی مبلغ یہ بھی کہتا کہ جب اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں آنے کا ارادہ کرو تو بس اتنا سا عقیدہ بنالینا کہ اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا اور پھر خود اللہ اسی بیٹے کے روپ میں زمین پر تشریف لائے اور تیری خطاؤں کیلئے جان دے کر تم کو ہمیشہ کے لیے بچا گئے۔ بس اسی پر ایمان لاؤ اور جنت تیری ہو گئی۔

عیسائی مبلغ کا روز آ کر ایک جیسی باتیں کرنا اس مسلمان عالم کیلئے اچھا خاصا تکلیف کا باعث بنتا تھا، مروت میں برداشت کرنا تو علیحدہ بات تھی مگر اب اس تکرار سے کیسے جان چھڑائی جائے؟

یہ سوچتے رہنا مسلمان عالم دین کا مسئلہ بن چکا تھا اور پھر ایک دن اللہ تعالیٰ نے اس مسلمان عالم کو اس مصیبت سے جان چھڑانے کیلئے ہدایت دے دی۔ مسلمان عالم نے اپنے ماتحت ملازم کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ کل جب یہ عیسائی میرے پاس آئے تو تم غمگین سی شکل بنا کر میرے پاس آنا اور میرے کان میں کچھ کہہ کر چلے جانا۔

دوسرے دن ایسا ہی ہوا کہ جب یہ عیسائی مبلغ آیا اور حسب معمول اپنی لگی بندھی گفتگو شروع کی تو وہ ملازم اداس اور رونی سی شکل بنائے آیا اور مسلمان عالم کے کان میں جیسے ہی کچھ کہا تو عالم نے بے تحاشہ رونا شروع کر دیا۔

اس عجیب و غریب صورتحال سے گھبرا کر عیسائی نے جاننا چاہا کہ آخر کیا ماجرا ہے؟ اس نے ہمت کر کے مسلمان سے پوچھا: اے شیخ کیا ہوا ہے؟ مسلمان نے کہا: میں فی الحال بات نہیں کرنا چاہتا۔ عیسائی نے کہا: حضرت صبر کیجیے اور کچھ تو بتائیے ماجرا کیا ہے؟

مسلمان نے کہا: میں نہیں بتا سکتا کہ اتنی بڑی مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ (اور شیخ صاحب واقعی رو رو کر بے حال ہوتے جا رہے تھے) بالآخر عیسائی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اس نے کہا: شیخ جی! مجھے کچھ تو بتائیے، اس طرح تو میرے اعصاب بھی جواب دیتے جا رہے ہیں، مجھے کچھ تو پتہ چلے! شیخ صاحب گویا ہوئے: ابھی ابھی میرے پاس یہ اندوہناک خبر پہنچی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام انتقال کر گئے ہیں۔ عیسائی عالم نے ایک زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے مسلمان عالم کی طرف تمسخر اڑاتی نظروں سے دیکھا اور کہا:

کیا احمق انسان ہو تم۔ کیا فرشتے بھی کبھی مرا کرتے ہیں؟ مسلمان شیخ نے عیسائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر فرشتے نہیں مرا کرتے تو تم فرشتوں کے رب کے بارے میں کیسے کہہ دیتے ہو ہو کہ وہ مر گیا ہے۔ (کہتے ہو کہ وہ ہمارا رب ہے مگر عقیدہ یہ رکھتے ہو کہ یہود نے اس کو قتل کر دیا تھا اور صلیب پر چڑھا دیا تھا۔) بس اتنا سنا تھا کہ عیسائی کی بولتی بند ہو گئی۔ یہ تھا عیسائیت کا وہ کھوکھلا عقیدہ جس پر انہوں نے اپنے دین عیسائیت کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔

مجاہد کی کرامت

بریرہ عابد

اچانک ان کی ٹانگ میں تکلیف ہوئی ڈاکٹر کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ ان کی ٹانگ میں تین گولیاں ہیں حیرت سے ان کا منہ کھل گیا گھر آکر بتایا تو کوئی بھی ماننے کو تیار نہ تھا ہر کوئی حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے جسم میں تین گولیاں ہوں اور کوئی درد محسوس ہی نہ ہو آپ بھی چونک گئے ناں؟

جی ہاں! یہ ایک مجاہد کا سچا واقعہ ہے 13 سال پہلے وہ افغان جنگ میں شامل تھے اور غازی بن کروطن واپس لوٹے دوران جنگ ان کو گولیاں لگیں اور چند ہی دن میں زخم بھر گئے وہ سمجھے کہ گولیاں نکل گئیں اور زخم بھر گئے ہیں اسی جنگ میں ان کی ایک آنکھ کی بینائی متاثر ہوئی اور نظر آنا بالکل بند ہو گیا۔

13 سال بعد کراچی سے فیصل آباد جاتے ہوئے اچانک ان زخموں میں تکلیف محسوس ہوئی اور خون آہستہ آہستہ رسنے لگا وہ ڈاکٹر کے پاس گئے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ کی ٹانگ میں گولیوں کے باقی ماندہ ذرات موجود ہیں۔ وہ خدا کی اس قدرت پر حیران رہ گئے۔

13 سال تک نہ کوئی تکلیف محسوس ہوئی نہ ہی گولیوں کا احساس ہوا ڈاکٹر نے بتایا کہ ایک معمولی سا آپریشن ہو گا اور اس کے بعد ٹانگ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔

ڈاکٹر حیران تھے کہ گولیوں کے ان ذرات سے ان کی ٹانگ میں کسی قسم کی کوئی بیماری نہ ہوئی تھی کسی قسم کا کوئی انفیکشن نہ تھا لگتا ہی نہ تھا کہ وہ اتنے سال گولیوں سمیت پھرتے رہے ہوں گے، کچھ دن اسی واقعہ کو یاد کرتے اور قدرت الہی کے اس حیران کن واقعے کو سوچتے ہوئے گزرے کہ ایک اور واقعہ پیش آیا جس سے مجاہدین کی

کرامت اور عیاں ہو گئیں۔

ہوا کچھ یوں کہ یہی مجاہد عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اسی دوران ان کو دھندلا ساد دکھائی دے رہا ہے انہوں نے فوراً دوسری آنکھ پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو اس آنکھ سے واقعی دھندلا دکھائی دے رہا تھا ڈاکٹر نے بتایا کہ ایک جھلی کاٹنے سے بالکل صاف دکھائی دینے لگے گا یہ وہی آنکھ تھی جس کے بارے میں ڈاکٹروں نے صاف جواب دے دیا تھا کہ اس آنکھ کا تعلق باقی نسوں سے بالکل منقطع ہو چکا ہے لیکن 13، 14 سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس کو مکمل ٹھیک فرما کر مجاہدین کی کرامات کو ظاہر فرما دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے اپنی جان ہتھیلی پہ رکھے ہوئے ان سچے مجاہدین کو اللہ پاک خوب نوازتے ہیں۔

وإذا مرضت فهو يشفين جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے

دھما نیہ میڈیکل سٹور
واں پچراں

ڈاکٹر عبدالرحمان

ضیاء الرحمن
03074664850
03363725900

D.H.M.S.R.M.P (PAK)
03023538960

ہر قسم کی انگریزی و دیسی ادویات کا مرکز

نوٹ شوگر کا فری علاج کیا جاتا ہے

مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا سے شائع ہونے والے رسائل اور منکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے آڈیو ویڈیو بیانات ہم سے طلب کریں

رجسٹریشن نمبر
60587

دَلِیلِ کا پہلا قدم

معظمہ کنول

سارے مہمانوں کی نظریں دروازے پر لگے لگے تھک گئیں۔

دلہن آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آج ویسے کی تقریب ہے اور سارا ہال مہمانوں سے بھر چکا ہے اور سیٹج تھا کہ بن دلہن کے سونا پڑا تھا۔ خاصی تاخیر کے بعد جب دلہن اسٹیج پر آئیں۔

تو میں نے ان کی نند سے وجہ پوچھی کہ اتنی تاخیر کیوں ہو گئی کیونکہ سردی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی اور درجہ حرارت 8 ڈگری سینٹی گریڈ تھا چھوٹے بچوں کی مائیں بچوں کو سنبھال کر تھک گئیں تھیں۔

نندنے جو جواب دیا اس نے قلم اٹھانے پر مجھے مجبور کر دیا وہ رسان سے بولی ”بھابھی کا فوٹو سیشن چل رہا تھا نا اس نے طول پکڑ لیا“
اچھا تو بھائی بھابھی اس میں مصروف تھے۔

”میں نے سوال کیا تو وہ بولی نہیں نہیں بھابھی تھیں بس بھائی تو سب سے پہلے ہال پہنچ گئے تھے کیونکہ ابو جان نے کہا تھا انہیں مہمانوں کو ریسیو کرنا ہے۔ وہ 20 یا 22 برس کی لڑکی جو خود بھی انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی دلہن کو اسٹیج کے حوالے کر کے اپنی دوستوں میں گھل مل گئی۔

اچانک مجھے مہینے بھر قبل کا وہ منظر یاد آگیا جب ہم بھتیجی کی شادی میں ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں بنے ”برائیدل روم“ کے باہر خاصے لوگ جمع ہو چکے تھے اور برائیدل روم بند تھا جب وجہ معلوم کی تو پتہ چلا کہ اس وقت فوٹو سیشن ہو رہا ہے اور مووی بنانے والے دونوں نوجوانوں نے سب کو کمرے سے باہر نکال دیا کہ وہ

مداخلت میں کام نہیں کر سکتے میں تو سر تاپا لرز کر رہ گئی اور جب کمرہ کھلنے پر میں دیگر لوگوں کے ساتھ دلہن کو دیکھنے کی خواہش میں لپک کر کمرے میں داخل ہوئی وہ انتہائی نروس اور پریشان تھی۔ میرے استفسار پر آنسو روکتے ہوئے بولی کہ وہ مستقل اٹھاتے بٹھاتے رہے حتیٰ کہ خود شانے پر ہاتھ رکھ کر ہدایات دیتے رہے کہ اتنی مہنگی تصاویر اور مووی میں آپ تعاون نہیں کر رہی ہیں۔ ہم سب نے بمشکل اسے نارمل کیا اور واضح رہے کہ یہ شرفاء کے گھرانوں کی تصاویر ہیں۔

پچھلے ہفتے ماموں کے ہاں گئی جج کی مبارکباد دینے تو ان کی بیٹی نے بھائی کی شادی کی کئی کئی کلو ذوزنی البمز اور مووی لا کر رکھ دیں کہ باقی سب تو گھر پر منگوا کر دیکھ چکے مووی بھی سب کے گھر ہو کر آگئی آپ نے دلچسپی ہی نہیں لی۔

اب یہ لیجئے یہ تصاویر دیکھ لیں۔ ایک دو صفحے اس کے شکوے پر دل رکھنے کو پلٹ لئے۔ کوئی ایسی بات تو نہیں جو آپ کے لئے نئی ہو آپ سب کی نظر سے بھی وہ ویڈیوز اور البمز بار بار گزری ہو گئی اور یہ معاشرے کے گھر گھر کی کہانی ہے۔

وہ فوٹو اور ویڈیو جو ماں اور باپ بھی دیکھتے ہیں اور نانائانی ماموں خالہ سب دیکھتے ہیں۔ بھرے پرے خاندانوں میں کسی ایک کو بھی خیال نہیں آتا کہ دیکھا دیکھی ہم کس تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ اندھی تقلید ہمیں کس اندھیری گلی میں کھڑا کر چکی ہے۔ جو کچھ میڈیا پیش کر رہا ہے اداکارائیں انڈیا میں جا کر پیش کر رہی ہیں وہ معاشرے کا خاص طبقہ ہے لیکن اس کا اثر نفوذ اس درجہ میں کہ معاشرہ کا ایک حیا دار، باعزت گھرانہ بھی اپنی بہو بیٹیوں کو یونہی اغیار کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔

بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر جب جو بن ہوتا ہے حسن، دلہن بے پردہ ہال میں داخل ہوتی ہے اور پھر اسٹیج پر پہنچتے ہی اسٹیج فوٹو گرافرز کے نرغے میں آجاتا ہے جو کیمرے کی آنکھ سے اپنے شیطانی جذبوں کی تسکین پر و فیشن کے نام پر کرتے ہیں۔

میری طرح آپ کو بھی ایسی سینکڑوں تقریبات میں شرکت کا موقع ملا ہوگا جہاں ہزاروں شرکاء میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں آتا ہوگا کہ اگر یہ دن ایک بار آتا ہے تو کیا اس لئے آتا ہے؟ کہ اپنے گھر کی عزت اس معصوم اور پاکیزہ وجود کو جو ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو یوں بنا سنوار کے نظروں کی ہوس کی تسکین کا سامان کریں اغیار کی۔ وہ ایک دن جو بہت ارمانوں سے بہت دعاؤں کے بعد آتا ہے اس دن میں خوب جی بھر کر اس اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے جس سے بہت دعائیں مانگی تھیں اور جس کو گویا اب بھی لالی پاپ دے رہے ہوتے ہیں۔

(نعوذ باللہ دلہن کے سر پر قرآن رکھ کر)۔ مخلوط تقریبات میں رقص اور بھنگڑے اور تمام خرافات کے بعد اللہ پاک کو تسلی دیدیتے ہیں کہ قرآن کا سایہ ہے اس کے سر پر آپ فکر نہ کریں!

ان تقریبات میں ہر عمر کے مرد و خواتین اور بزرگ شامل ہوتے ہیں کسی کو یاد نہیں آتا کہ ہمارے دین کا امتیاز ہی ”شرم و حیا“ ہے۔ حیا سے محروم لوگ معاشرے کی زنجیر کی سب سے کمزور کڑی ہوتے ہیں۔ حیا اگر معاشرے سے اٹھ گئی تو اس میں حیرت بھی کیا ہے؟

فحش ہو رڈنگز، فحش لٹریچر، فحش فیشن میگزین، حتیٰ کہ موبائل میں بھیجے جانے والے پیغامات میں بھی فحش کی بھرمار ہوتی ہے، کیبل اور نیٹ نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ ایسے میں تصور حیا کو مزاج کا حصہ بنانا دشوار کہ اس ذمہ داری کو نہ والدین پورا کرتے ہیں نہ اساتذہ ہی یہ ذمہ داری نبھانے پر آمادہ۔ جہاں کپڑوں کی نمائش اور ٹیلرز کی ہر درزی عورتوں کی ڈیزیز کی محتاج ہوتی ہے۔ ماڈل گرلز کی مسکراہٹیں اور حسن، چیزوں کی قیمتوں کا تعین کرتے ہیں، فحش مذاق شخصیتوں کا حصہ بن جاتے ہیں، بے حیائی کے مناظر لطف کا ذریعہ بن جاتے ہیں تب ہم اخبارات میں

چھپنے والی ان خبروں پر اظہارِ افسوس کرتے رہ جاتے ہیں کہ درندہ صفت لوگ چھوٹی بچیوں کو ہوس کا نشانہ بنا کر قتل کر دیتے ہیں۔

ٹی وی ہو یا انٹرنیٹ یا موبائل فون کے جو موجود تھے ان اقوام نے اسے اپنی ترقی کے لئے بھی استعمال کیا لیکن ٹیکنالوجی کی یہ ترقی ہمارے لئے وجہ خسران ہی ثابت ہوئی۔ موبائل فون ہو یا انٹرنیٹ مغرب کا تصور ”پرائیویسی“ اس کی بنیادی شرط ہے جو درحقیقت دلدل کا پہلا قدم ہے والدین نے ان خطرناک اثر دھوں کے ساتھ اپنی اولاد کو تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے بچے اس ٹیکنالوجی کی دانائی میں جتنی دور نکل گئے ہیں والدین اس کے حروفِ ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں وہ بچوں کے نیٹ کے ساتھ وقت گزارنے کو ان کی قابلیت تصور کرتے ہیں۔ کم عمر بچوں کو اس ٹیکنالوجی کے حوالے کر نادر حقیقت انہیں گہری کھائی میں دھکیلنے کے مترادف ہے اور بچے والدین کی کسی بھی مداخلت یا مانیٹرنگ کو جاسوسی خیال کرتے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل میں حیا کا یہ فقدان اور پورے معاشرے کا بے حیائی کے کلچر کو قبول کر لینا بہت بڑا خسارہ ہے۔

یہ اولاد ہمارے پاس ایک امانت ہے یہ امت کا قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کی التجا پیغمبروں نے اپنے رب کے حضور کی۔

دجالی فتنوں کے اس دور میں اپنی آئندہ نسل کی اسلامی خطوط پر تربیت اور حیا جو بنیادی اخلاقی صفت ہے اس کو ان کی شخصیت کا جز بنانا ایک ایسی اہم ذمہ داری ہے جس کا اہتمام فوری اور ہنگامی بنیادوں پر کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر حیا کا عنصر من حیث القوم ہم سے چھن گیا تو اس گراں قدر سرمائے سے محرومی ہمارے لیے دونوں جہاں کا خسارہ ہے۔ درحقیقت اس وقت اپنے جی کی چاہ پوری کر رہے ہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم حیانہ کرو تو جو جی چاہے کرو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بینک اکاؤنٹ

تترزیلہ اکرم

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بینک اکاؤنٹ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سعودی عرب کے ایک بینک میں خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آج بھی کرنٹ اکاؤنٹ ہے۔ یہ جان کر آپ کو حیرت ہوگی کہ مدینہ منورہ کی میونسپلٹی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر باقاعدہ جائیداد رجسٹرڈ ہے۔ آج بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بجلی اور پانی کا بل آتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ مسجد نبوی کے پاس ایک عالی شان رہائشی ہوٹل زیر تعمیر جس کا نام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوٹل ہے؟؟ تفصیل جانتا چاہیں گے؟؟ یہ وہ عظیم صدقہ جاریہ ہے جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدق نیت کا نتیجہ ہے۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں پینے کے صاف پانی کی بڑی قلت تھی۔ ایک یہودی کا کنواں تھا جو مسلمانوں کو پانی مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ اس کنویں کا نام "بئر رومہ" یعنی رومہ کنواں تھا۔ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون ہے جو یہ کنواں خریدے اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دے۔ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں چشمہ عطاء کرے گا" حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی کے پاس گئے اور کنواں خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کنواں چونکہ منافع بخش آمدنی کا ذریعہ تھا اس لیے یہودی نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تدبیر کی کہ یہودی سے کہا پورا کنواں نہ سہی، آدھا کنواں مجھے فروخت کر دو، آدھا کنواں فروخت کرنے پر

ایک دن کنویں کا پانی تمہارا ہو گا اور دوسرے دن میرا ہو گا۔

یہودی لالچ میں آگیا۔ اس نے سوچا کہ حضرت عثمان اپنے دن میں پانی زیادہ پیسوں میں فروخت کریں گے، اس طرح زیادہ منافع کمانے کا موقع مل جائے گا۔ اس نے آدھا کنواں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فروخت کر دیا۔

حضرت عثمان نے اپنے دن مسلمانوں کو کنویں سے مفت پانی حاصل کرنے کی اجازت دے دی۔ لوگ حضرت عثمان کے دن مفت پانی حاصل کرتے اور اگلے دن کے لیے بھی ذخیرہ کر لیتے۔ یہودی کے دن کوئی بھی شخص پانی خریدنے نہیں جاتا۔

یہودی نے دیکھا کہ اس کی تجارت ماند پڑ گئی ہے تو اس نے حضرت عثمان سے باقی آدھا کنواں بھی خریدنے کی گزارش کی۔ اس پر حضرت عثمان راضی ہو گئے اور پورا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اس دوران ایک آدمی نے حضرت عثمان کو کنواں دو گنا قیمت پر خریدنے کی پیش کش کی۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھ اس سے کہیں زیادہ کی پیش کش ہے۔ اس نے کہا میں تین گنا دوں گا۔ حضرت عثمان نے فرمایا مجھے اس سے کئی گنا کی پیش کش ہے۔ اس نے کہا میں چار گنا دوں گا۔ حضرت عثمان نے فرمایا مجھے اس سے کہیں زیادہ کی پیش کش ہے۔ اس طرح وہ آدمی رقم بڑھاتا گیا اور حضرت عثمان یہی جواب دیتے رہے۔ یہاں تک اس آدمی نے کہا کہ حضرت آخر کون ہے جو آپ کو دس گنا دینے کی پیش کش کر رہا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میرا رب مجھے ایک نیکی پر دس گنا اجر دینے کی پیش کش کرتا ہے۔

وقت گزر تا گیا اور یہ کنواں مسلمانوں کو سیراب کرتا رہا یہاں تک کہ کنویں کے ارد گرد کھجوروں کا باغ بن گیا۔ عثمانی سلطنت کے دور میں اس باغ کی دیکھ بال ہوئی۔ بعد از سعودی کے عہد میں اس باغ میں کھجوروں کے درختوں کی تعداد پندرہ سو پچاس ہو گئی۔ یہ باغ میونسپلٹی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر

رجسٹرڈ ہیں۔ وزارتِ زراعت یہاں کے کھجور، بازار میں فروخت کرتی اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بینک میں جمع کرتی رہی یہاں تک کہ اکاؤنٹ میں اتنی رقم جمع ہو کہ مرکزی علاقہ میں ایک پلاٹ لیا گیا جہاں فندق عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ایک رہائشی ہوٹل تعمیر کیا جانے لگا۔

اس ہوٹل سے سالانہ پچاس ملین ریال آمدنی متوقع ہے۔ جس کا آدھا حصہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم ہو گا باقی آدھا حضرت عثمان کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہو گا۔ اندازہ کیجیے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انفاق کو اللہ تعالیٰ نے کیسے قبول فرمایا اور اس میں ایسی برکت عطاء کی کہ قیامت تک ان کے لیے صدقہ جاریہ بن گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ تجارت کی۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا، اچھا قرض، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی گنا بڑھا کر لوٹا دیا۔

قرآن و سنت کی نشر و اشاعت کا عالمی ادارہ

دَلائِلُ الْإِيمَانِ

محکم دلائل و حقائق پر مشتمل کتاب

کی تمام تالیفات، مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو سی ڈیز، میموری کارڈز اور مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصنیفات کا مرکز

دَلائِلُ الْإِيمَانِ 17- فرسٹ فلوئر زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور
0423-7350016, 0321-4602218

شادی کے بعد ایسا بھی ہو سکتا ہے!!

امان اللہ حنفی

گلناز بی۔ اے کے امتحان دے کر فارغ ہوئی تو اس کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں لیکن وہ ابھی بھی مزید کچھ پڑھنا چاہتی تھی کیونکہ اسے پڑھنے کا بے حد شوق تھا اگر اس کو کبھی تھکاؤ یا کوئی ٹینشن اور پریشانی ہوتی تو وہ اسے اپنے ذہن سے ہٹانے کے لیے بھی پڑھنے میں مشغول ہو جاتی تھی۔ اب والدین کے کہنے پر اس کو پڑھائی چھوڑنی پڑ رہی تھی کیونکہ اس کی شادی کا دن بھی مقرر ہو چکا تھا۔

آج خوب چہل پہل ہے اور گلناز کے گھر دو لہا والے بارات لے کر آئے ہیں چھوٹے بڑے سب ہی بہت خوش تھے۔ زبیر؛ گلناز کا شوہر نامدار بن گیا۔ اب گلناز صرف ”گلناز“ نہیں تھی بلکہ ”گلناز زبیر“ بن چکی تھی۔

زبیر جو گلناز کا زندگی کا ساتھی تھا، اس سے بہت محبت کرتا تھا، گلناز زبیر کی والدہ کو امی کہہ کر پکارتی تھی اور اس کی ساس گلناز کو بیٹی کہتی تھی۔ اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گلناز کو گھر کے کام کاج کا بھی کہا جانے لگا جو کام اس نے کرنا تو دور کی بات کبھی سوچے بھی نہیں تھے، کیونکہ اس نے تو اپنی پوری زندگی پڑھنے میں گزار دی تھی، جب بولنا اور چلنا شروع ہوئی تھی تو اس کو اسکول میں داخل کر دیا تھا جب پڑھنے سے فارغ ہوئی تو شادی ہو گئی۔

ایک دن اتفاق سے زبیر کام پر نہ گیا گھر پر ہی تھا دوپہر کے وقت ساس نے کہا بیٹی زبیر بھی آج گھر ہی ہے تو دونوں ماں بیٹی مل کر انڈے پیاز بنا لیتے ہیں، دونوں اٹھیں اور باروچی خانے کی طرف چلی گئیں اور زبیر کو پتہ تھا کہ گلناز کو باروچی خانے کے کام نہیں آتے وہ اپنی ماں سے چھپ کر اس طرح کھڑا ہوا کہ ماں کو نظر نہ آئے

اور گلناز کو پیہ چل جائے اور ضرورت پڑنے پر اشارے سے کچھ پوچھ بھی سکے۔
 ساس نے کہا: بیٹی! جتنی دیر میں؛ میں پیاز کاٹ لیتی ہوں آپ انڈے توڑ کر
 ان کو پھینٹ لو۔ گلناز کو انڈا توڑنے کا بھی طریقہ نہیں آتا تھا پہلے تو اس نے ناخن سے
 کوشش کی کہ اس کا چھلکا اتر جائے جب نہ اتر تو اس نے سوالیہ نظروں سے زبیر کی
 طرف دیکھا تو زبیر نے ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا کہ اس کو کسی چیز پر مارو اور اس نے ہاتھ کو
 کسی چیز سے ٹکرائے بغیر یہ اشارہ کیا تھا تو گلناز نے بھی انڈے کو کسی چیز سے ٹکرائے
 بغیر ہلانا شروع کر دیا جس سے انڈا نہ ٹوٹتا تھا اور نہ ٹوٹا۔

پھر زبیر نے دیوار کو ہاتھ لگایا کہ دیوار سے ٹکرا دے اور پھر اسی طرح ہاتھ
 ہلایا گلناز نے زبیر کو دیکھ کر دیوار سے ہاتھ لگایا اور پھر انڈے کو ہلانا شروع کر دیا جب
 زبیر مختلف انداز سے سمجھاتا رہا اور گلناز کو سمجھ نہ آئی تو زبیر نے بے بسی کی حالت میں
 اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر مارا ادھر گلناز نے انڈے ہتھیلی پر رکھ کر اپنی پیشانی پر دے
 مارا۔ اس سے انڈا تو واقعی ٹوٹ گیا بس تھوڑا سا فرق کے ساتھ انڈا ڈالنا برتن میں تھا
 مگر وہ پھیل چہرے پر گیا اور اب اس کو پھینٹنے کی بھی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ یہ کام
 بھی خود ہی ہو گیا تھا۔ جب زبیر نے یہ حالت دیکھی تو وہ جلدی سے اندر داخل ہوا اور
 گلناز کو کندھے سے پکڑا اور یہ کہتا ہوا باروچی خانے سے باہر لے گیا کہ اس کا سر چکر آگیا
 ہے۔ شاید آگ کے پاس کھڑا ہونے کی وجہ سے اس کو گرمی لگ گئی، امی کچھ دیر
 کے بعد گلناز کے کمرے میں گئی تو اتنے میں وہ اپنا چہرہ دھوچکی تھی اور بیڈ پر ٹیک لگا کر
 بیٹھی تھی اور پریشان تھی کہ مجھے گھر کے کام کاج نہیں آتے۔ امی کچھ دیر گلناز کے پاس
 بیٹھی، جب اطمینان ہو گیا کہ اب گلناز ٹھیک ہے تو کہا میں ہانڈی رکھ لیتی ہوں اور بیٹی تو
 جا کر روٹی بنالے چل بیٹی اکٹھے ہی چلتے ہیں۔ گلناز پہلے تو پریشان ہوئی کہ اسے روٹی بنانی
 آتی ہی نہیں، مگر ساس نے جتنی محبت سے اسے ”بیٹی“ کہا تھا وہ اپنی پریشانی کا اظہار کئے

بغیر باروچی خانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر امی نے کہا بیٹی جا کر فریزر سے آٹا لے آؤ، اتنے میں؛ میں ہانڈی چڑھا دوں پھر میں پیڑے بنادوں گی اور تو روٹی بناتی رہنا اس طرح روٹی جلدی بن جائے گی۔

زیر نے پہلے کی طرح چھپ کر کھڑا ہو گیا تاکہ اب پھر ضرورت پڑنے پر اشارے سے سمجھا سکے۔ اب امی نے پیڑا کر کے گلناز کے سامنے کیا، گلناز نے پیڑا ہاتھ میں اٹھا کر زیر کی طرف دیکھا تو زیر نے دونوں ہاتھ کو بھیج کر اشارہ کیا کہ اس چپٹا کر دے۔ گلناز نے ایسے ہی کیا پیڑے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ کر دبایا جس سے وہ چپٹا ہو گیا۔ پھر زیر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے جوڑ کر ان کو کھولا اور اشارہ کیا کہ اس کو بڑا کرنا ہے۔ اشارہ تو گلناز کو سمجھ آ گیا کہ اس کو بڑا کرنا ہے مگر کیسے کرے؟ بے بسی سے زیر کی طرف دیکھا تو زیر نے سمجھا کہ شاید گلناز کو سمجھ نہ آئی تو زیر نے کھینچ دینے کے اشارے سے ہاتھوں کو ایک دوسرے الگ کیا تو گلناز نے پیڑے کو رول بنا کر دونوں ہاتھوں کو میں پکڑا کر کھینچ دیا جس سے آٹا بڑ کی طرح کھینچتا چلا گیا جب امی نے یہ دیکھا تو جھنجلاہٹ کے ساتھ بولی: بیٹی یہ کیا کر رہی ہو؟

گلناز نے امی کے چہرے پر محبت اور پریشانی کے ملے جلے جذبات دیکھے تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور زور سے امی کہتے ہوئے اپنی ساس کے گلے لگ گئی۔ اسی لمحے زیر بھی اندر داخل ہوا اپنی ماں کو ساری بات بتادی کہ گلناز نے ساری عمر پڑھنے میں گزار دی گھر کے کام کرنے نہیں سیکھے۔

بہو کی ندامت دیکھ کر ساس کو اور زیادہ پیار آ گیا اور یہ کہتے ہوئے سینے سا ہٹا کر پیشانی پر بوسہ دیا کہ میں اپنی بیٹی کو سب کچھ سکھا دوں گی۔ اس لیے بچیوں کو پڑھائی کے ساتھ ساتھ گھریلو کام کاج کا بھی خیال کرنا چاہیے کیونکہ کل کو انہوں نے بیوی اور بہو بن کر کہیں جانا ہوتا ہے۔ اور ماں بن کر اولاد کی تربیت بھی کرنی ہے۔

ظہیر الدین محمد بابر

اہل سمرقند کی جان پر بن آئی تھی۔ باہر سے آنے والے سامان کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ اناج، سبزیاں اور پھل وغیرہ حتیٰ کہ جانوروں کا چارہ تک شیبانی خان جیسے شقی القلب ازبک کے قبضے میں تھا۔ شہریوں کے اشیائے صرف کے ذخائر بھی کم سے کم ہو چلے جا رہے تھے، وہ دن دور نہیں تھا جب کھانے پینے کی تمام اشیاء معدوم ہو جائیں مویشی چارے سے محروم ہو کر لقمہ اجل بنتے جا رہے تھے۔ اب تو درختوں کے پتوں کا بھی صفایا ہو گیا تھا کیونکہ شہری اور فوجی ان پتوں کو بطور غذا ابال ابال کر اپنے گھوڑوں اور دیگر مویشیوں کو کھلا چکے تھے۔ تمام اہل شہر کی نظر میں اب صرف بابر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

اندریں حالات جن لوگوں کی قوتِ مدافعت جواب دیتی جا رہی تھی وہ چوری چھپے شہر پناہ کے سنسان حصوں سے پھاند پھاند کر بھاگتے ہوئے شہر سے نکلتے چلے جا رہے تھے۔ کیونکہ ان لوگوں کو اب یقین ہو تا چلا جا رہا تھا کہ بابر کسی طرح بھی اب سمرقند کو شیبانی خان کے ہاتھ میں جانے سے نہیں روک سکتا تھا۔ بالفرض اگر شیبانی خان کا سمرقند پر قبضہ ہو گیا تو پھر وہ شہریوں پر بالائے ناگہانی کی طرح آ مسلط ہو گا اور انہیں چُن چُن کر قتل کروادے گا کیونکہ شیبانی خان جیسے بے رحم اور خونخوار شخص کو لوگوں کی نہیں بلکہ قطعہ زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے چنگیز خان کا مقولہ تھا:

”شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دو، شہر کی عمارتیں گرا کر اسے قطعہ زمین میں بدل دو اور پھر اس پر گھاس اُگا دو تاکہ ہمارے گھوڑے اور جانور وہ گھاس کھا کر فریہ ہو جائیں اور ہمیں سواری اور خوراک مہیا کریں۔“

شیبانی خان بھی چنگیز خان ہی کے قبیل کا آدمی تھا۔ اس لیے سمرقند کے شہری شیبانی خان کے خوف سے ادھ موئے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

روز بروز شہر پناہ پر شیبانی خان کا دباؤ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ بابر اکثر اوقات اپنی نانی اماں کے پاس چلا جاتا اور اس سے مشورہ طلب کرتا جب کہ بابر کی دو سوتیلی مائیں سمرقند کو چھوڑ کر جانا چاہتی تھیں کیونکہ یہ دونوں بابر کو ناکام و نامراد دیکھنا چاہتی تھیں۔ اگرچہ بابر کو ان دونوں ماؤں کے چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا مگر اس حساس دل کو ان کے چھوڑ جانے سے تکلیف ضرور ہوتی۔ جب کبھی بابر ان سے شہر چھوڑنے کی وجہ پوچھتا تو وہ اسے صرف یہی جواب دیتیں کہ

”ہمیں یہ خوف بے چین کیے جا رہا ہے کہ جب شیبانی خان کا سمرقند پر قبضہ ہو جائے گا (جو عنقریب ہونے والا ہے) تو وہ ہمیں گرفتار کر کے قیدی بنالے گا اور پھر اپنی داشتائیں بنا کر ذلیل کرنے کے لیے اپنے حرم میں داخل کر لے گا جو ہمیں قطعاً منظور نہیں ہے۔“

نانی اماں کو ان عورتوں کا یہ جواب سخت ناگوار گزرا اور اس نے بابر سے کہا ان دونوں بے وفا عورتوں کو مت روکو یہ جہاں جانا چاہتی ہیں، چلی جائیں۔ بنا بریں بابر نے ان دونوں کو سمرقند سے چلے جانے کی اجازت دے دی۔

شیبانی خان باب شیخ زادہ اور آہنی دروازے کے درمیان واقع فصیل پر اپنا دباؤ بڑھائے چلا جا رہا تھا بابر نے نانی اماں سے مشورہ طلب کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ نانی اماں نے تھوڑی دیر سکوت کے بعد کہا کہ تجھے فصیل کے اس حصے کی بجائے جہاں پر شیبانی خان نے دباؤ ڈالا ہوا ہے فصیل کے دیگر حصوں پر زیادہ توجہ دینا چاہیے کیونکہ فصیل کے اس مختصر حصے پر دباؤ اس کی جنگی چال ہے تاکہ وہ تمہیں مصروف رکھ کر فصیل کے کسی دوسرے حصے سے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لے۔

بابر کو نانی اماں کا یہ مشورہ صائب معلوم ہوا اس نے فصیل پر موجود فوجیوں کے سردار قوچ بیگ کو حکم دیا کہ وہ فصیل پر اپنے آدمیوں کی نفری بڑھا دے اور اسے پوری فصیل پر پھیلا دے۔ بعد ازاں خود بھی فصیل پر چڑھ کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ بابر یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ نانی اماں نے شیبانی خان کی جنگی چال کا خوب اندازہ لگایا تھا۔ واقعی شیبانی خان فصیل کے مختصر حصے پر دباؤ ڈال کر بابر کی توجہ یہیں تک محدود رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ کسی دوسری جگہ سے فصیل پار کر کے شہر پر قبضہ کر لے۔

بابر نے قوچ بیگ کو حکم دیا کہ وہ فصیل کے ساتھ سیڑھیاں لگا کر فصیل پر پہنچنے کے متمنی ازبکوں پر پتھر لڑھکا کر انہیں فصیل پھلانگ سے باز رکھے۔ فصیل اتنی چوڑی تھی کہ بابر گھوڑے پر سوار ہو کر ساری فصیل پر گشت لگا سکتا تھا۔ وہ بڑی خوش اسلوبی سے محاصرے کی شدت برداشت کرتا رہا۔ مگر شہری آہستہ آہستہ شہر خالی کرتے چلے چارہے تھے۔ بابر کی سوتیلی مائیں بھی سمرقند کی کثیر آبادی سے نقل مکانی کر چکی تھیں بابر کے پاس اب اس کے فوجی اور چند نامی گرامی سردار باقی رہ گئے تھے۔

بابر رات اور دن کا اکثر حصہ فصیل شہر پر گشت کرتے ہوئے گزارتا۔ کئی دنوں سے بابر دیکھ رہا تھا کہ فصیل شہر سے دور دور تک میدان خالی نظر آ رہا تھا وہاں شیبانی خان کا ایک بھی آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یہ صورت حال کئی دنوں تک اسی طرح برقرار رہی۔ بابر اور اس کے فوجی یہی سمجھے شیبانی خان محاصرے کی طوالت سے گھبرا کر واپس چلا گیا ہے مگر یہ ان کی خوش فہمی تھی۔ شیبانی خان کی یہ بھی ایک جنگی چال تھی، وہ بابر اور اس کے ساتھیوں کو غافل اور مطمئن کر دینا چاہتا تھا اور یہی ہوا۔ بابر اور اس فوجی سردار کچھ غافل ہو گئے تھے۔ شیبانی خان انہی لمحات کی تلاش میں تھا اس کے جاسوس اُسے لمحے لمحے کی خبریں پہنچا رہے تھے۔ جب اسے بابر اور اس کے فوجیوں کے معمولات کی خبر ہوئی تو آناً فاناً اس نے فصیل کے خالی حصوں پر دباؤ بڑھا دیا۔

ازبکی فصیل کی دیوار سے سیڑھیاں لگا کر اوپر پہنچ گئے فصیل فوجیوں سے خالی تھی۔ قوچ بیگ اور قاسم بیگ نے بڑی جرات سے ازبکوں کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے فصیل پر موجود ازبکوں کا بڑی جوان مردی سے صفایا کر دیا دیوار سے لگی ہوئی سیڑھیاں کاٹ ڈالیں۔ ازبک سپاہی جو ابھی تک سیڑھوں پر موجود تھے پتھریلی زمین پر گر زخمی اور ہلاک ہو گئے۔ سمرقند کے باقی ماندہ شہری بھی اس طویل محاصرے سے تنگ آ چکے تھے باہر ان کی فصلیں تیار کھڑی تھیں مگر یہ کس قدر المیہ تھا کہ وہ دانے دانے کیلئے محتاج ہو گئے تھے۔ محاصرے کے ایک سو بیس دن مکمل ہو چکے تھے۔ ان شدائد اور مشکلات کے باوجود بابر اپنی ماں، نانی اماں اور اپنی بہن خاندانہ بیگم کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ اسے جب بھی موقع ملتا وہ ان کے پاس پہنچ جاتا اور انہیں تسلی دیتا نانی اماں کو اپنے دونوں خاقان بیٹوں پر بے حد غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اپنے نو عمر بھانجے کو شیبانی خان جیسے خونخوار شخص کے مقابلے میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، یہ کیسے مغل تھے جنہوں نے تیموری خاندان کو ازبکوں کے رحم و کرم کے حوالے کر دیا تھا۔

آئیں
دیکھیں
پڑھیں
خریدیں

قرآن و سنت کی نشاندہی کا عالمی ادارہ

دارالانجمن



متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی تمام تالیفات،
مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو سی ڈیز، میموری کارڈز اور مسلک
اہل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصانیف کا مرکز

شاپ نمبر 4 گلشن اردو بازار موتی محل گلشن اقبال، کراچی

0334-2028787

ہم نے کار خریدی !!

کھ.....فتح العظیم، نورنگ منڈی

ان دنوں کا ذکر ہے جب ہم نے اپنے باس اور بیگم سے پریشان ہو کر کراچی کا سفر اختیار کیا۔ کراچی میں دیکھنے کی بہت سی چیزیں ہیں مثلاً سمندر، اونٹ، کوفیو وغیرہ، تجربہ کار لوگ جانتے ہیں کہ کراچی میں اپنی سواری کے بغیر گھومنا اپنی جیب اور صحت دونوں کو خطرے میں ڈالنا ہے اور چوں کہ ہم طبعاً احتیاط پسند واقع ہوئے ہیں اس لیے ہم نے سوچا کہ اگر کراچی گھومنے کے لیے ایک سیکنڈ ہینڈ کار خریدی جائے۔ یہ سوچ کر ہم ایک بہت بڑے شوروم میں جا پہنچے جو شوروم کم اور کاروں کا مجمعہ بازار زیادہ لگ رہا تھا۔ بازار میں داخل ہوتے ہی ہماری نظر ایک غیر معمولی کار پر پڑی۔ کار پر نگاہ پڑتے ہی ہم نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ جو ہماری زندگی کا آخری قہقہہ ثابت ہوا۔ کیوں کہ کار خریدنے کے بعد تو دوسرے ہم پر قہقہہ لگاتے رہے۔ مزاحیہ شاعر عبدالکریم بھونپو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے اور جن کی خیر خواہی پر ہم پختہ ایمان رکھتے تھے ہمیں جوش دلانے کے لیے ٹھکتے ہوئے بولے۔ یہ کار تم خرید رہے ہو یا میں خرید لوں۔ ہم نے جلدی سے کہا۔ نہیں، نہیں ہم خرید رہے ہیں، اور یوں صاحب ہم نے چھ ہزار روپے میں چھ میٹر لمبی تین میٹر اونچی اور سولہ سو کلو گرام کی ہلکی پھلکی کار خرید لی جس کا نام اس کے بنانے والوں نے مرکری فورڈ رکھ چھوڑا تھا۔ ہم نے کار فروخت کرنے والے سے جب کار کی تاریخ پیدائش پر روشنی ڈالنے کو کہا تو پتا چلا کہ دوسری جنگ عظیم کے زمانے کی ہے، اس ضمن میں ہم نے مزید تحقیق نہیں کہ ورنہ کار کا مالک یہ بھی ثابت کر دیتا کہ دوسری عالمی جنگ دراصل اسی کام کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔

کراچی میں ہمارا قیام اپنے ایک پرانے دوست کے یہاں تھا۔ ہم نے کاران کے اپارٹمنٹس احاطے میں کھڑی کر دی۔ ہمارے یہ دوسرے غیر ملکی اشیاء کے استعمال کے شدید مخالف ہیں۔ ایک مرتبہ ان کے کسی رشتے دار نے انہیں جاپانی ریفریجریٹر کا پانی پلا دیا۔ اس کے بعد سے موصوف نے ریفریجریٹر کے استعمال کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور انتقاماً اس رشتے دار کے گھر کی طرف پاؤں کر کے سونے لگے۔ رات کو ہمارے دوست دفتر سے آتے ہی ہم سے بولے۔ اس کار کو آپ اور جگہ لے جا کر کھڑی کر دیں کیوں کہ اپارٹمنٹس کی انتظامیہ نے اپارٹمنٹس کے آس پاس کا ٹھکراؤ جمع کرنے پر پابند عائد کر دی ہے۔ اپنی نئی نوپلی کار کی شان میں ایسے گستاخانہ بیان پر ہمیں بے حد غصہ آیا۔ کار کی شان میں ایسی۔۔۔۔۔ توہین آمیز باتیں اگر ہمارے کسی ماتحت نے کہی ہوتیں تو ہم اس کو کبھی کا دفتر سے نکال چکے ہوئے اور یہ باتیں اگر ہماری بیگم نے کہی ہوتیں تو ہم خود ان کے گھر سے نکل چکے ہوئے۔ مگر یہاں واسطہ ماتحت اور بیگم سے نہیں، دوست سے تھا۔ اور دوست بھی وہ جسے ہماری میزبانی کا شرف پہلی بار نصیب ہوا تھا۔

جو پچھلے چند برسوں میں بیسیوں مرتبہ ہمیں خط لکھ کر دھمکی دے چکا تھا کہ اگر تم نے جلد ہی شرف میزبانی نہ بخشا تو میں قریبی تھانے میں تمہارے خلاف ہتک دوستی کی رپٹ درج کروادوں گا اور جو پچھلے چند روز سے ہمیں دیکھ دیکھ کر اس و قدر خوش ہو رہا تھا اس کا چہرہ مسرت کی سرخی سے کشمیری سیب ہو چکا تھا، چنانچہ ہم خاموش رہے بلکہ مسکرا دیے۔ ابھی اس واقعے کو تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ محلے کے کچھ بچے آئے اور بولے۔ انکل اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کی کار میں آنکھ مچولی کھیل لیں۔ دل میں تو آیا، کہہ دیں کہ نامرادویہ کار ہے کوئی پبلک اسکول نہیں مگر پھر یہ سوچ کر انہیں اجازت دے دی کہ بچے کبوتروں کا بک جیسے فلیٹوں سے اکتائے ہوئے ہیں ذرا کشادہ جگہ پر کچھ دیر کھیلیں گے تو ان کا دل بہل جائے گا۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ

ان بچوں میں سے ایک پانچ چھ سالہ بچہ ہاتھ میں ہتھوڑا اٹھائے ہوئے ہمارے پاس آیا اور بولا۔ انکل یہ لیجئے آپ کی کار کی چابی۔ کار کی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ ہتھوڑا لے کر جی چاہا کہ اس سے اپنا سر پھوڑ لیں یا اس بچے کے والدین کو تلاش کریں جن کی ناقص تربیت کی وجہ سے اس گستاخ کو ہماری کار کے خلاف زہر اگلنے کی جرات ہوئی۔ کراچی میں ہم پر دیہی تھے، سو خون کے گھونٹ پی کر چپ ہو رہے۔

اگلے روز ہم اپنے ایک رشتے دار سے ملنے کے لیے لیاقت آباد گئے اور ہم نے انہیں بڑے چاؤ سے اپنی کار دکھائی۔ وہ صاحب کار دیکھ کر بولے۔ میرے دادا ابا نے بھی اسی ماڈل کی ایک کار خریدی تھی۔ جسے تین مہینے چلانے پر اتنا خرچ آگیا کہ کار گیراج کے اندر پہنچ گئی اور ہمارا خاندان سڑک پر آگیا۔ کیا پتھر اٹو کرنے کے لیے۔ ہم نے ان کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔ نہیں بھیک مانگنے کے لیے۔ انہوں نے بے مزہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اور اپنی بات جاری رکھی۔ یہ تو خدا کا کرم ہو گیا کہ دادا جی کو جلد ہی عقل آگئی اور انہوں نے کار کو مستقل طور پر گیراج ہی میں رہنے دیا۔ دادا جی کے انتقال کے بعد سات ہزار روپے میں خریدی ہوئی کار سات سو روپے میں فروخت ہوئی اور اس کی فروخت کے دو ہفتے بعد ہی خریدار کار کو دھکیلتا ہوا لے کر آیا اور کہنے لگا۔ کار آپ رکھ لیں، رقم بے شک واپس نہ کریں۔ باتیں کرتے کرتے ہمارے باتونی رشتے دار کی نظر اچانک کار پر پڑے ہوئے ایک گڑھے پر گئی۔

ارے شانی صاحب، وہ چیخے۔ یہ تو وہی کام ہے۔ پھر پانے کام کے نچلے حصے کو انگلیوں سے مروڑتے ہوئے بولے۔ نمبر تو مجھے یاد نہیں، لیکن دادا جی نے ایک مرتبہ بتایا تھا کہ ہمارے گھر کے افراد نے کار کے ایک مخصوص حصہ اتنی بار سر پھوڑا تھا کہ وہاں ایک گڑھا بن گیا تھا۔ یہ وہی گڑھا ہے۔ ہاں ہاں بالکل وہی، یہ وہی کار ہے، چند لمحے بعد انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دینے کے انداز میں کہنے لگے۔

تم فکر نہ کرو ان شاء اللہ میں ہر ماہ تمہاری مالی کفالت کے لیے کچھ نہ کچھ روپے بھیجتا رہوں گا، کیوں کہ اب تمہاری تنخواہ تو اس کار کے پیٹ میں جایا کرے گی، ان کی اس تقریر اور تسلیم کا ہم پہ شمعہ برابر اثر نہ ہوا کیوں کہ ہم جانتے تھے کہ اکثر رشتہ داروں کو ترقی کرتا دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔

کراچی میں ابھی ہمارے قیام کو پانچواں دن تھا کہ لاہور سے بیگم کافون آیا۔ وہ سخت ناراض تھیں۔ بولیں، سنا ہے آپ نے کار خرید لی۔ فوراً کار سمیت پہنچے، میرے بھتیجے کی لڑکی کا عقیقہ ہے۔ اس میں شرکت کرنی ہے۔ اس گفتگو سے اتنا تو مجھ پر واضح ہو گیا کہ مجھ سے زیادہ کار کا وہاں پہنچنا ضروری ہے۔ ہمارے ایک قریبی دوست نے جو محکمہ ریلوے میں ملازم ہیں مجھ سے کہا کہ تم پریشان کیوں ہوتے ہو تم لاہور پہنچو میں پیچھے سے روانہ کر اہوں۔

میرے لاہور پہنچتے ہی کار کے بارے میں بڑی تشویشناک خبریں ملنے لگیں مثلاً یہ کہ ریلوے انتظامیہ نے کار کو بحفاظت لاہور پہنچانے کی ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ جس کے بعد کار کو ایک جاننے والے صاحب کے حوالے کیا گیا جو لاہور جا رہے تھے اور جب وہ صاحب کار پر سوئے لاہور روانہ ہوئے تو ناظم آباد چورنگی تک کامیابی سے چلنے کے بعد کار ہاتھی کا پاؤں ہو گئی اور کراچی کی اس مصروف ترین شاہراہ پر ایک گھنٹے تک ٹریفک معطل رہا۔ ایک گھنٹے بعد کار کو کرین کی مدد سے ایک مینکن کی دکان پر پہنچایا گیا۔ جس کے بعد ان صاحب نے کار سے باعزت علیحدگی اختیار کی اور اب وہ مرکزی فورڈ ان ہی دوست کے پاس ہے جن کے پاس ہم چھوڑ کے آئے تھے۔ ایک رات ڈیڑھ بجے کراچی سے ہمارے دوست کی بیوی نے فون پر سسکیوں بھری آواز میں ہمیں اطلاع دی۔ بھائی صاحب آپ کے دوست صبح سویرے کار لے کر گئے تھے اور شام گئے تک واپس نہیں لوٹے۔ ڈھونڈنے پر گاڑی تو مل گئی، مگر ان کا کہیں پتا

نہیں ہے، خدا کے لیے آپ اس کار کا کچھ کیجئے، ورنہ ہمارا ہنستا مسکراتا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا، اگلے روز ہم نے کراچی فون کیا تو معلوم ہوا کہ کار پانچ چھ گھنٹے چلنے کے بعد راستے میں کہیں خراب ہو گئی تھی لیکن چوں کہ وہ شہر بھر میں مشہور ہو گئی تھی اس لیے شہر کا کوئی مسٹر اسے ٹھیک کرنے پر تیار نہیں ہو رہا تھا۔ ہمارا دوست ساری رات ورکشاپوں کے چکر لگاتا رہا ہم نے جب پوچھا کہ وہ جو ہمارے دوست کے گھر کے سامنے ایک مسٹر صاحب تھے ان سے مدد کیوں نہیں مانگی تو جواب ملا، اللہ دتہ ایک ہفتہ ہوا اپنی بیوی بچوں سمیت محلہ چھوڑ کر کسی نامعلوم جگہ پر جا کر رہنے لگا ہے محلہ چھوڑ کر جانے کی وجہ اب تک معلوم نہیں ہو سکی ہے آخری بار اسی نے کار کی مرمت کی تھی۔

چھ ماہ کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ دن آپہنچا جب کار کراچی سے لاہور کے لیے روانہ ہوئی اور بیس دن بعد لاہور پہنچی، کس طرح پہنچی اس کا قصہ طولانی ہے۔ مختصر اُتارنا سن لیجئے کہ ڈرائیور نے کار پر بیٹھنے سے پہلے ہمارے ٹرانسپورٹرز دوست سے کہا۔ میں نے بہت دنوں تک آپ کی خدمت کی ہے اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرے بیوی بچوں کا خیال رکھئے گا۔ ہمارے دوست نے اسے تسلی کے ساتھ ساتھ ایک خط بھی تھما دیا جس میں اس نے راستے میں پڑنے والی اپنی کمپنی کی تمام برانچوں کو ہدایت کی کہ کار کو جہاں کہیں بھی جس قسم کی مدد کی ضرورت ہو فراہم کی جائے۔

بالآخر کار کراچی سے لاہور کے لیے روانہ ہوئی اور ہمیں ہر روز فون پر اس طرح کی اطلاعات ملنا شروع ہو گئی کہ کار نے آج ر کے بغیر دس میلے تک کا سفر کیا۔ آج کار فلاں شہر سے کامیابی کے ساتھ گزر گئی۔ آج کار فلاں جگہ پہنچ کر لیٹ سکتی تھی لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس نے صرف بیٹھنے پر اکتفا کیا۔

کار لے کر آنے والا ڈرائیور سر سے پاؤں تک دھول میں اٹا ہوا تھا۔ اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور اس کا شہر عمر قید کی سزا کاٹ کر جیل سے نکلنے والے قیدی

جیسا ہو رہا تھا، اس وقت ہم دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے ہماری آنکھوں میں ڈرائیور کی حالت دیکھ کر غم کے، اور ڈرائیور کی آنکھوں میں کار سے نجات پانے پر خوشی کے آنسو تھے۔

کار کو آئے ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ ہمارا خاندانی گوالا ہمارے پاس آیا اور بولا، بابو جی سنا ہے کہ آپ اپنی کار کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ اگر آپ پانچ سو روپے کے علاوہ 20 کلو چارے کا خرچ برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں تو آپ کی کار کے چلنے کی ضمانت دیتا ہوں، مگر وہ کس طرح ہم نے حیرت سے پوچھا۔

اس نے کہا: آپ میرا بھینسا خرید کر کار میں جوت لیں۔ مجھے پیسہ مل جائے گا اور آپ کی کار چل جائے گی۔ لاہور میں ہماری کار کا شمار بہت جلد تار بجی عجائبات میں ہونے لگا۔ شہر کے قابل دید مقامات شمالا مارباغ نیز بادشاہی مسجد کے بعد ہماری کار کا نام لیا جانے لگا، رفتہ رفتہ کار کی شہرت اتنی پھیلی کہ کار کو میوزیم میں رکھنے کا مشورہ دیا جانے لگا۔ اس مشورے پر ہم نے اب تک عمل نہیں کیا۔ کار اب بھی ہمارے پاس ہے اور اب ہماری شہرت اس کار کے حوالے سے ہے اور یہ کس حالت میں ہے؟

اس کا اندازہ آپ اس واقعے سے لگا سکتے ہیں جس کو سنانے کے بعد میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ کیوں کہ مکینک کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ ایک محلے دار نے جنہیں ہر طرح کے اوسط سے بڑی دلچسپی ہے ہم سے ایک دن پوچھا، گاڑی کے تیل کی اوسط کیا ہے۔ اس سے قبل کہ ہم جواب دیتے۔ برابر میں کھڑے ہوئے ہمارے چار سالہ بچے کے جواب دیا ایک لیٹر میں 17 کلو میٹر۔ محلے دار نے تعجب کرتے ہوئے کہا۔ کمال ہے صاحب اتنی پرانی کار اور تیل کا اوسط اتنا کم۔

یہ سن کر ہمارا بچہ فوراً بولا، انکل کمال کی کوئی بات نہیں ہے کار 4 کلو میٹر پٹرول اور 13 کلو میٹر دھکے سے چلتی ہے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

کھ.....رویشہ مجتبیٰ

جب مسلمانوں کی تعداد 39 تک پہنچی تھی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کفار کے سامنے دعوتِ اسلام اعلانیہ پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منع فرمانے کے باوجود انہوں نے اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔ ”سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ پس آپ ہی وہ پہلے خطیب (داعی) تھے جنہوں نے (سب سے پہلے) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلایا۔

نتیجتاً کفار نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر زرد و کوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہو گئے، انہوں نے اپنی طرف سے آپ کو جان سے مار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، جب انہوں نے محسوس کیا کہ شاید آپ کی روح نفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپس میں مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ ہم اس ظلم و تعدی کا ضرور بدلہ لیں گے لیکن ابھی آپ کے سانس اور جسم کا رشتہ برقرار تھا۔

آپ کے والدِ گرامی ابوقحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان آپ کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا، مگر جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبانِ اقدس پر جاری ہونے والا پہلا جملہ یہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال

ہے؟ اس بات پر ناراض ہو کر تمام خاندان چلا گیا کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ آپ کو کوئی شے کھانے یا پینے کے لئے اصرار سے کہتیں، لیکن اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مرتبہ یہی جواب ہوتا، کہ اس وقت تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لختِ جگر کی یہ حالت زار دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں۔ خدا کی قسم! مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسے ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے والدہ سے کہا کہ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا بنت خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے پوچھ کر آؤ۔

آپ کی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ماجرا بیان کیا۔ چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوست محمد بن عبد اللہ کو نہیں جانتی۔ ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔

حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ کے ہمراہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں ”مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُن سے تمہارا بدلہ لے گا۔“

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا! ان باتوں کو چھوڑو مجھے صرف یہ بتاؤ۔ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: فکر نہ کرو بلکہ بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ محفوظ اور خیریت سے ہیں۔“

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس وقت) کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارِ ارقم

میں ہی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: میں اس وقت تک کھاؤں گا نہ کچھ پیوں گا جب تک کہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آنکھوں سے بخیریت نہ دیکھ لوں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سہارا دے کر دارِ ارقم لایا گیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عاشق زار کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا اور اپنے عاشق زار پر جھک کر اس کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے۔ اپنے یارِ غمگسار کو زخمی حالت میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عجیب رقت طاری ہو گئی۔

انہوں نے عرض کیا کہ میری والدہ حاضر خدمت ہیں، ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ ایمان سے نوازے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ دولتِ ایمان سے شرف یاب ہو گئیں۔

پُر اعتماد کوالٹی کی پہچان BGS TANK کا نشان

محمد رئیس اینڈ برادرز

گفٹ سٹور

سمیٹکس
فینسی جیواری
ہمارے
گارمنٹس
کراکری
ہاں
چوڑیاں
زری لیس

متکلم اسلام ہولانا محلہ الیاس گھمن کی تمام کتب اور رسائل دستیاب ہیں

بنوں روڈ اندرون وزیرستان مارکیٹ ضلع ٹانک 0331-9143483

شرمندگی

کچھ..... راجہ گل فراز معاویہ

کھانے کے بعد اپنے دوستوں سے محو گفتگو تھے کہ اُن کے 2 سال کے بچے نے اُدھر زمین پر پڑی ایک باریک ٹہنی اٹھائی اور ایک مشک میں سوراخ کر دیا جس سے سارا پانی ضائع ہو گیا۔ میزبان کو غصہ تو بہت آیا لیکن 2 سال کے بچے کو وہ کیا کہہ سکتا تھا اس لیے بات رفع دفع ہو گئی۔ لیکن عالم دین کو جہاں بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا وہی وہ ایک سوچ میں پڑ گئے، اسی سوچ کے چلتے وہ گھر واپس پہنچے۔ گھر آتے ہی اپنی بیوی کو بلایا، جو بہت نیک اور تمیز دار تھی۔ عالم دین نے اُس سے پوچھا "دورانِ حمل تمہارے سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا؟ وہ بولی "نہیں سر تاج! میں تو ہر وقت حالتِ وضو میں ہوتی تھی اور ذکرِ الہی میں مشغول رہتی تھی۔ تم ذرا پھر سوچ لو ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ہو جسے تم گناہ نہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر رہی ہو" عالم دین نے دوبارہ کہا۔ وہ عورت کافی سوچ بچار کے بعد بولی: "ہاں ایک بات یاد ہے، ایک دن جب میں حالتِ حمل میں اپنے صحن میں ٹہل رہی تھی تو یک دم میری نظر ہمسائیوں کے انار کے درخت کی ٹہنی پر پڑی جو ہمارے صحن میں جھکی ہوئی تھی، اُس پر بڑا ہی خوبصورت سرخ انار لگا ہوا تھا جسے دیکھ کر مجھ سے رہانہ گیا پہلے اُسے اتارنے کی کوشش کی لیکن جب میں حمل کی وجہ سے اپنے آپ کو زیادہ نہ اٹھا سکی تو زمین پر پڑی ایک باریک ٹہنی سے انار میں سوراخ کیا اور رس کے قطرے اپنے منہ میں لینے لگ گئی" بس یہی ایک بات یاد ہے، عورت نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔ اتنا سننا تھا کہ عالم دین کا چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا "جو حرکت تُو نے اُس وقت کی تھی آج اُسی حرکت کی وجہ سے میں بھری محفل میں بدنام ہو گیا۔ تیرے بیٹے نے بھی مشک میں ویسے ہی باریک ٹہنی ماری، جیسے تُو نے انار میں ماری تھی۔"

نماز اہل السنۃ والجماعت

..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

اگر بارش نہ ہو رہی ہو تو دو رکعت صلوٰۃ الاستسقاء پڑھی جاتی ہے اور کبھی صرف دعا مانگی جاتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں دونوں طریقے منقول ہیں۔

عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ (عَبْدُ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَصَلَّى يَسْتَسْقِي وَيَسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَقَلَّبَ رِدَائَهُ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 140 باب الاستسقاء فی المصلی، صحیح مسلم ج 1 ص 293)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے، قبلہ کی طرف منہ فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر کا رخ بدلا۔ (یعنی دائیں طرف کو بائیں کندھے پر اور بائیں طرف کو دائیں کندھے پر کیا)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَحُطَّ الْمَطَرُ فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنْزِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمَطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُبْقِيَةِ قَالَ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْغَيْزُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَضِرَّ فَنَ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ االلَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِينًا وَشِمَالًا يُمَطِرُونَ وَلَا يُمَطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 138، صحیح مسلم ج 1 ص 293)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بارش رک گئی ہے، اللہ سے دعا کیجئے کہ (بارش برسا کر) ہمیں سیراب کر دے۔ آپ نے دعا کی تو بارش ہونے لگی اور ہم اپنے گھروں کو بمشکل واپس ہوئے۔ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ بارش کو روک دے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دائیں بائیں بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، اس طرف (یمن اور شام) تو بارش ہو رہی تھی لیکن مدینہ میں نہیں ہو رہی تھی۔

لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ

ہمارا عزیمت طہارت سے قریب تر صحت مند زندگی

جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

قائم شدہ 1950ء

1195 رجسٹریشن نمبر

نسخہ جوہری زیتون

دارالخدمت

جوہری زیتون جوڑوں کے درد کا مکمل علاج

فوائد

تمام نباتات خالق ارض و سماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مقدس کلام میں فرمایا ہے اور اس طرح ان پودوں کے نام تا اب کلام الہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ”ہم نے انجیر کی اور تم ہے زیتون اور تم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا“ قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔

جوہری زیتون: جوڑوں کا درد، ناک کا درد ختم کرتا ہے۔
جوہری زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوجن اور ختم کرتا ہے۔
جوہری زیتون: گٹھنیا، مموہروں کا درد، سر درد کمزوری ختم کرتا ہے۔
جوہری زیتون: تمام جسمانی درد ختم کر کے صحت کو باہر نکالتا ہے۔

↓

قیمت جمعہ
ڈاک خرچ و
بمعد ڈاک کمیشن
1500 روپے

صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نسخہ جوہری زیتون کی ایک ہی خوراک انشاء اللہ ایک مرتبہ تو مریض گھٹنا کو بستر مرگ سے اٹھا دیتی ہے

0308-7575668
0345-2366562
0300-2682923

جوہری زیتون بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے 24 گھنٹے ہیلپ لائن

شعبہ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تبصرہ کتب

مولانا محمد کلیم اللہ

نام کتاب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مجلس کے سو پھول

مؤلف: مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

ملنے کا پتہ: مکتبہ انوار مدینہ، مانسہرہ 03023501755

مولانا محمد اسرائیل گڑنگی کا نام علمی دنیا میں جانا پہچانا ہے آپ تصنیفی ذوق

کے حامل انسان ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر تبصرہ کتاب بھی ہے۔

نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے روحانی باپ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بنص قرآنی و ازواجہ امہاتہم ہمارے مائیں ہیں۔ اولاد کی تربیت میں جہاں باپ کی شفقتیں مطلوب ہوتی ہیں وہاں ”ماں“ کی نصیحتیں بھی درکار ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ہماری ”ماں“ ہیں۔ آپ کی بے شمار ایسی فضیلتیں ہیں جو آپ کو دیگر امہات المؤمنین سے نمایاں کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جہاں رونق افروز ہوتی تھیں اور جس حجرہ مبارکہ میں اپنی زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بسر کی، اسی حجرہ کو نبوت جنت کا درجہ دے کر خود اس میں قیامت تک سکون پذیر ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرامین مبارکہ کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔ مؤلف موصوف نے ان میں سے 100 سے کچھ زائد فرمودات کو یکجا کر دیا ہے۔ آج مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنانے کی بے حد ضرورت ہے اور تعلیمات نبوت کو ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کس خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے؟ اس کا اندازہ زیر تبصرہ کتاب پڑھ کر بخوبی سمجھ آ سکتا ہے۔

😊😊 گوشہ ظرافت 😊😊

ایڈریس بتانے کا طریقہ

انگلینڈ میں:

Street No. 4

House No. 126-D

London City

پاکستان میں:

"دیکھ یار! لاری اڈے سے چنگ چپی پر بیٹھنا اور اُسے 15 روپے سے زیادہ مت دینا۔ اُسے کہنا پان والی گلی کے سامنے اُتار دے۔ وہاں اُتر کے دائیں طرف پیدل چلنا، کوئی تین گلیاں چھوڑ کے بائیں طرف ایک بڑے سے نیلے رنگ کا گیٹ نظر آئے گا۔ اُدھر سے اندر ہو جانا کچھ دور تجھے وارد کاٹاور نظر آئے گا۔ وہاں آکر مجھے دوبارہ کال کرنا میں لینے آ جاؤں گا۔!"

دفن کر دو!!!

ایک آدمی کے گھر کے سامنے گدھامرا پڑا تھا اس نے میونسپل کمیٹی والوں کو فون کیا: میرے گھر کے سامنے گدھامرا پڑا ہے اٹھوالیں۔
جواب ملا: وہیں دفن کر دو۔

وہ آدمی کچھ دیر تک خاموش رہا پھر جل کر بولا: دفن تو کر دیتا مگر میں نے سوچا کہ پہلے مرحوم کے خاندان والوں کو خبر کر دوں۔

[بنات اہلسنت کے مستقل ممبر بننے دوستوں کے نام بنات اہلسنت سبسکریپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام: ولدیت:

رابطہ نمبر: ای میل:

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):

بینک کا نام: رقم جمع کرانے کی تاریخ:

مکمل ایڈریس: [] :

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فل آپ کر کے سرکولیشن مینیجر بنات اہلسنت کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوادیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (بنات اہلسنت) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتے پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا

S.M.S یا ای میل ☒ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

- ☆ محمد سلیم معاویہ [طابعلم دارالعلوم کبیر والا] کے دادا جان انتقال کر گئے ہیں۔
- ☆ حافظ محسن شریف [شیخوپورہ] کے دادا ابوفات پاگئے ہیں۔
- ☆ بھائی عطا محمد اور ان کے بیٹے عبدالرحمن ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے
- ☆ منظور حسین چغتائی کی بیٹی اور مولانا بشیر احمد قاسمی کی کزن انتقال کر گئی ہیں
- ☆ حنظلہ محمود ولد خواجہ ابوالکلام صدیقی [ملتان] کی اہلیہ وفات پاگئی ہیں۔
- ☆ مولانا محمد عمر قریشی [کوٹ ادو] کی صاحبزادی وفات پاگئی ہیں۔
- ☆ مولانا لیاقت علی مدرس دارالقرآن [فیصل آباد] کے والد انتقال فرما گئے۔
- ☆ محمد ازہر شاکر [چکوال] کی چچی صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔

مدیر بنات اہلسنت سرگودھا متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ، مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا کے اساتذہ کرام، اراکین اور عملہ، احناف میڈیا سروس کے تمام ذمہ داران، احناف ٹرسٹ کے ذمہ داران فوت شدگان کے لیے صدق دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے، ان کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور آخرت میں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر امت مرحومہ کے تمام فوت شدگان اور شہداء کے لیے ایصال ثواب کر دیں۔ کیونکہ اہل السنۃ والجماعت کے عقیدے کے مطابق ایصال ثواب کا نظریہ بالکل درست ہے اور ہم اس کے قائل ہیں۔

نوٹ: فوتگی کی اطلاع اس نمبر پر بذریعہ SMS دیں۔ 03326311808

ماہنامہ بنات الہدٰی ملنے کے پتے

فون نمبرز	علاقہ	ایجنسی ہولڈرز
03214602218	لاہور	دارالایمان
03342028787	کراچی	دارالایمان
03026410277	رائے ونڈ	دارالایمان
03136969193	اوکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	قصور	مولانا عبد اللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبد اللہ شہزاد
03132317090	آزاد کشمیر	مولانا قاضی نوید حنیف
03153759031	فیصل آباد، لاہور	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03363725900	واں بھچراں	ضیاء الرحمن
03084552004	ننکانہ صاحب	حبیب الرحمن نقشبندی
0331-6704041	ڈیرہ غازی خان	محمد کلیم اللہ
03136764901	لیہ	حافظ غلام مجتبیٰ
03023501755	مانسہرہ	قاضی اسرار ایل گڑگی
03219192406	پشاور	طارق حسین
03067800751	سرگودھا	مولانا امان اللہ

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وساکنین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عشر صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

بنام

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

خط و کتابت

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487